اپریل/مئی 2025ء
قیمت: 200 روپے

ABC Certified باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت

ماہنامہ
کرائم بیورو
کراچی

رافیل گرے، غرور بکھرا

پہلگام سے پروپیگنڈہ تک مودی سرکار کی رسوائی

CRIME

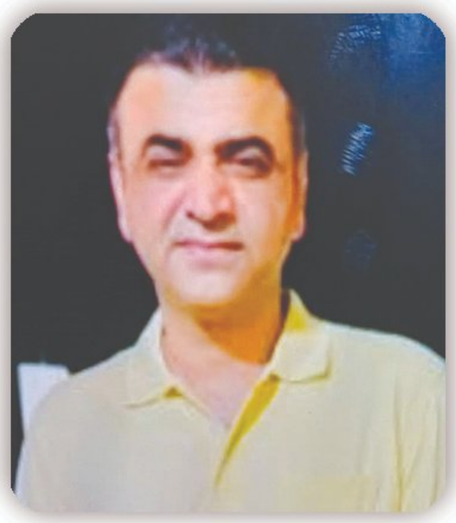
CRIME STOPPERS

PROUD TO SERVE
SINDH POLICE

CRIME SCENE DO NOT CROSS



انسپکٹر عدیل افضال
(ایس ایچ او کورنگی)



انسپکٹر ماجد علوی
(ایس ایچ او بغدادی)



انسپکٹر وقار عظیم
(ایس ایچ او سولجر بازار)



شاہ فیصل خان
ایس ایچ او (آرام باغ پولیس اسٹیشن)

فرمانِ الٰہی

وہی تو ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر تمہاری موت کا وقت مقرر ہے

(سورۃ الانعام آیت 2)



فرمانِ مصطفیٰ ﷺ

قرآن پڑھو کیونکہ قیامت کے دن یہ اپنے پڑھنے والے کا سفارشی بن کر آئے گا

(صحیح مسلم)



ABC Certified باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت

ماہنامہ

کرائم بیورو

کراچی

جلد نمبر 05 | اپریل/مئی 2025ء | شمارہ نمبر 09-08

قیمت: 200 روپے

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
دو جوہری طاقتوں کے درمیان براہِ راست عسکری ٹکراؤ	05-06
رفال بمقابلہ جے 10 سی	07-08
پاکستان انڈیا کی جانب سے داغے گئے میزائلوں کو کیوں روک نہیں پایا؟	09-10
گذشتہ برس 19 ارب سے زائد پاس ورڈز لیک ہونے کا انکشاف	11
'لاہور تباہ ہونے والا تھا': انڈین میڈیا پر فیک نیوز کی بھرمار	12
'نیشنل سکیورٹی خطرہ': کئی پاکستانی یوٹیوب چینلز انڈیا میں بلاک	13
'انڈین میڈیا آؤٹ آف کنٹرول ہو چکا ہے'	14
پاکستان میں گرایا گیا اسرائیلی ساختہ ہروپ ڈرون کیا ہے	15-16
ڈرون حملوں یا جنگی صورتحال میں آپ خود کو کیسے محفوظ رکھ سکتے ہیں؟	17-18
لیو چہار دہم: نئے منتخب ہونے والے پوپ رابرٹ پریوسٹ کون ہیں؟	19
صرف پونے چار گھنٹے کی جنگ	20
سندھ کے چھوٹے قد کا بڑا کرائم رپورٹر "عبدالوحید جیلانی عرف ابا"	21
چین میں نصف صدی کی شدید ترین آدھی 800 پروازیں منسوخ	22
سندھ کے حقوق کی جنگ ٹھٹھہ سے تحریک کا آغاز	23
ٹرمپ کی امریکہ فرسٹ پالیسی	24
کراچی جو کبھی خونخوار تیندووں کے شکار کا بہترین مقام تھا	25
مذہبی و ثقافتی تہوار بیساکھی میلہ۔ انڈین سکھوں کی پاکستان یاترا کا سبب	26
سندھ کے بعد راولپنڈی میں بھی KFC برانچ پر حملہ	27

پبلشر فضیل امر نے خرم پرنٹنگ پریس پاکستان چوک سے چھپوا کر آفس نمبر 1، پاکستان ہاؤسنگ اتھارٹی قائد آباد ملیر سے شائع کیا

crimebeauru@gmail.com

چیف ایڈیٹر: شیخ حسین امر

ایڈیٹر: عرفان ساگر

ڈپٹی ایڈیٹر: مارشا امر

منیجنگ ایڈیٹر: معظّمہ جٹ

ایڈیٹر انوسٹی گیشن: شکیل ناچ

مجلس ادارت:

نیاز کھوکھر، راؤ جمیل، آغا خالد، ضیاء الرحمن، ڈاکٹر جعفر عباس، سمیر قریشی، ملیحہ عمران (انگلینڈ)، غازی صلاح الدین، فاروق مرزا (امریکہ)، عبدالوحید جیلانی، افضل سندھو، کامران خان، اسد اللہ خان، طارق پٹھان

انچارج انوسٹی گیشن ٹیم: زاہد شاہ

چیف رپورٹر: انور سلطان (0300 2056305)

کرائم رپورٹر:

عمیر خان، راؤ عدنان، نعمان صافی، عبداللہ گدی، سہیل آرائیں، سلطان چاکی سومرو احسن کندی (فیصل آباد)

چیف فوٹو گرافر: عبدالستار قریشی

بیورو چیف:

نوید میو (اسلام آباد)

سعدیہ حق (لاہور)

چوہدری مستقیم (چنیوٹ)

عبدالغفور سروہی (حیدر آباد)

ڈسٹرکٹ رپورٹرز:

ابرار احمد (سوات)

مراد عباسی (پنو عاقل)

شہمیر قریشی (ٹھٹھہ)

ساجد علی شاہ (چنیوٹ)

انچارج سندھ ڈیسک:

سید انعام شاہ

قانونی مشیران:

سید عثمان الحسن ایڈووکیٹ، امجد حسین قریشی ایڈووکیٹ

امان اللہ یوسفزئی ایڈووکیٹ، نظر اقبال (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

لے آؤٹ ڈیزائنر: یٰسین قریشی

ماہنامہ

کرائم بیورو

کراچی

ABC باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت



آج کے جدید ترین ٹیکنالوجی سے لیس سوشل میڈیا کے دور میں ہم تحقیقاتی صحافت کو زندہ رکھنے کا عزم لئے ایک ماہنامہ میگزین کا اجراء کر چکے ہیں جس میں سینئر اور تحقیقی صحافیوں پر مشتمل تجربہ کار ٹیم کی مجلس ادارت ہے۔ میگزین کا فوکس کرائم کے شعبے سے جڑے تحقیقاتی مضامین سے ہے۔ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ میگزین کا ہر شمارہ ہر مہینے کی ایک دستاویز کی حیثیت کا حامل ہو۔

کراچی، اسلام آباد، لاہور، حیدر آباد، فیصل آباد، سکھر، پشاور، کوئٹہ سمیت تمام چھوٹے بڑے شہروں سے بیورو چیفس اور ضلعی نمائندگان کے تحقیقاتی مضامین اور رپورٹس آپ کو نہ صرف چونکائیں گی بلکہ ارباب اختیار کو ایکشن میں آنے پر مجبور بھی کریں گی۔



ہماری ٹیم میں شامل ہونے اور میگزین کا حصہ بننے کیلئے رابطہ کریں

واٹس ایپ نمبر: 0312 9222794 - 0300-2056305



دو جوہری طاقتوں کے درمیان براہِ راست عسکری ٹکراؤ:

صورتحال حقیقی طور پر خطرناک ہو چکی ہے







پاکستان میں منگل کی رات اس وقت ہلچل مچتی نظر آئی جب متعدد مقامات پر دھماکوں کی آوازیں سننے میں آئیں اور کچھ ہی دیر میں اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ انڈیا نے پاکستان اور اس کے زیرِ انتظام کشمیر کے علاقوں میں میزائل حملے کیے ہیں۔

انڈین وزارتِ دفاع کا دعویٰ ہے کہ انڈیا نے پاکستان میں نو مقامات کو نشانہ بنایا ہے جبکہ اسلام آباد کا کہنا ہے کہ ملک کے چھ مقامات پر میزائل حملے ہوئے ہیں۔

پاکستانی حکام تصدیق کر چکے ہیں کہ انڈیا کے میزائل حملوں میں 31 افراد ہلاک اور 57 سے زیادہ زخمی ہوئے ہیں جبکہ وزیرِ اعظم شہباز شریف اور پاکستانی فوج کے ترجمان لیفٹیننٹ جنرل احمد شریف چودھری سمیت متعدد حکام کا دعویٰ ہے کہ پاکستان کے جوابی حملوں میں پانچ انڈین لڑاکا طیارے اور ایک ڈرون تباہ ہوئے ہیں۔

انڈیا نے سرکاری طور پر اپنے طیاروں کے تباہ ہونے کی تصدیق نہیں کی ہے۔ تاہم انڈین فوج نے یہ دعویٰ ضرور کیا ہے کہ پاکستان کی گولہ باری سے انڈیا کے زیرِ انتظام کشمیر میں ایک فوجی اور دس شہری ہلاک ہوئے ہیں۔

پاکستان اور انڈیا ماضی میں بھی تین جنگیں لڑ چکے ہیں اور اس وقت نہ صرف اس خطے میں موجود ممالک بلکہ دنیا بھر کی بڑی طاقتیں بھی جنوبی ایشیا میں بڑھتے ہوئے تناؤ کو محسوس کر رہی ہیں۔

بدھ کی صبح وزیرِ اعظم شہباز شریف کی صدارت میں اسلام آباد میں قومی سلامتی کمیٹی کی ایک میٹنگ ہوئی اور اس کے اختتام پر جاری ہونے والے اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ 'اقوامِ متحدہ کے چارٹر کے آرٹیکل 51 کے مطابق پاکستان اپنے دفاع میں اپنی مرضی کے وقت، جگہ اور طریقے سے بے گناہ پاکستانی زندگیوں کے ضیاع اور اپنی خودمختاری کی خلاف ورزی کا جواب دینے کا حق محفوظ رکھتا ہے۔'

'اس سلسلے میں اقدامات کے لیے پاکستان کی افواج کو اختیارات دے دیے گئے ہیں۔'

جمعرات کے روز پاکستانی فوج کی جانب سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ ملک کے مختلف شہروں میں ڈرون گرائے گئے جن کا ملبہ اٹھایا جا رہا ہے۔

پاکستان کی جانب سے انڈیا پر ڈرونز کے ذریعے دراندازی کرنے اور اس دوران متعدد ڈرونز گرانے کے دعوے کے بعد انڈیا نے کہا ہے کہ یہ کارروائی پاکستان کی بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب انڈین تنصیبات کو نشانہ بنانے کی کوشش کا جواب تھا۔

ہم نے پاکستان اور انڈیا کے درمیان بڑھتی کشیدگی کے دوران بین الاقوامی ماہرین سے یہ جاننے کی کوشش کی ہے کہ وہ اس صورتحال کو کیسے دیکھتے ہیں۔

حالیہ برسوں میں ایسا پہلی بار نہیں ہوا کہ دونوں ممالک کے درمیان صورتحال عسکری ٹکراؤ تک پہنچی ہو۔ اس سے قبل سنہ 2016 میں اُڑی حملے 19 انڈیا فوجیوں کی ایک حملے میں ہلاکت کے بعد بھی نئی دہلی نے پاکستان کے زیرِ انتظام کشمیر میں 'سرجیکل سٹرائیکس' کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔

اس کے بعد سنہ 2019 میں پلوامہ میں ہونے والے ایک حملے میں 40 انڈین فوجی اہلکار ہلاک ہوئے تھے جس کے بعد انڈیا نے پاکستان کے علاقے بالاکوٹ میں حملہ کیا تھا۔ جوابی حملے میں پاکستان نے ایک انڈین لڑاکا طیارے کو بھی تباہ کر دیا تھا۔

تاہم ماہرین کا کہنا ہے کہ ماضی کے مقابلے میں دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی اس بار زیادہ خطرناک موڑ اختیار کر چکی ہے۔

امریکی تھنک ٹینک نیولائنز انسٹیٹیوٹ سے منسلک ڈاکٹر کامران بخاری نے بی بی سی اردو کو بتایا کہ 'ہمارے سامنے ایک نئی حقیقت ہے اور اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ انڈیا نے پاکستان پر حملوں کی شدت کو بڑھایا ہے اور اس مرتبہ پنجاب کو بھی نشانہ بنایا ہے۔'

وہ کہتے ہیں کہ 'دوسری جانب پاکستان نے انڈین لڑاکا طیاروں کو

تباہ کر کے یہ بتایا ہے کہ ایسے حملوں کی قیمت چکانا پڑتی ہے۔'

وہ مزید کہتے ہیں کہ 'انڈیا اور پاکستان دنیا کی دو واحد جوہری طاقتیں ہیں جن کے درمیان براہ راست عسکری ٹکراؤ ہو رہا ہے۔ ہم اس وقت حقیقی طور پر ایک خطرناک صورتحال میں ہیں۔'

انڈیا کا الزام ہے کہ گذشتہ مہینے پہلگام میں ہونے والے حملے میں پاکستانی شدت پسند گروہ ملوث ہے۔ تاہم پاکستان ان الزامات کو یکسر مسترد کر چکا ہے۔

'انڈین میڈیا میں کشمیر میں استحکام کی تصویر ضرور دکھائی جاتی ہے لیکن میں نے گذشتہ ڈیڑھ دہائی میں ایسی سینرشپ نہیں دیکھی اور نہ عام کشمیریوں کو بولنے سے اتنا ڈرتے ہوئے دیکھا ہے۔'

وہ کہتی ہیں کہ 'ایک بات واضح ہے کہ سامنے نظر آنے والا استحکام نگاہوں کا دھوکا ہے۔ کشمیر میں آزادی کی حمایت میں جذبات اس وقت تک ابھرتے رہیں گے جب تک یہ مسئلہ سیاسی طور پر حل نہیں ہوتا۔'

یلینا انڈیا کے زیرِ انتظام کشمیر میں ہونے والے حملوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ 'انڈیا اور پاکستان دونوں کے کشمیر کے حوالے سے اپنے اپنے بیانیے ہیں لیکن دونوں ممالک یہ بھول جاتے ہیں کہ کشمیریوں کا بھی اپنا بیانیہ ہے۔'

'ہم دنیا بھر میں ایسے واقعات بار بار دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں کے پاس بولنے یا آزادی سے زندگی گزارنے کا اختیار نہیں ہوتا وہ اکثر بیرونی حمایت کے ساتھ ہتھیار اُٹھا لیتے ہیں۔'

پاکستان اور انڈیا میں جاری کشیدگی کے اثرات خطے پر کیا پڑیں گے؟

دنیا کے متعدد ممالک خصوصی طور پر پاکستان اور انڈیا کے پڑوسی دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی کو کم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

پاکستان کے سب سے اہم اتحادی چین نے انڈین حملے کو 'افسوسناک' قرار دیا ہے اور موجودہ صورتحال پر تحفظات کا اظہار کیا ہے۔

خیال رہے انڈیا اور چین کے تعلقات بھی طویل عرصے سے اُتار چڑھاؤ کا شکار ہیں۔

چین کی وزارتِ خارجہ کا ایک بیان میں کہنا تھا کہ 'چین ہر قسم کی دہشتگردی کی مخالفت کرتا ہے اور فریقین سے درخواست کرتا ہے کہ وہ امن اور استحکام کے لیے پُرسکون رہیں اور ایسے اقدامات لینے سے گریز کریں جس سے صورتحال مزید کشیدہ ہو جائے۔'

اس خطے میں موجود روس کے پاکستان اور انڈیا دونوں سے ہی قریبی تعلقات ہیں۔

روس کی وزارتِ خارجہ نے بھی اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ اگر انڈیا اور پاکستان باہمی طور پر رضامند ہوں تو روس پہلگام میں ہونے والے حملے کے نتیجے میں پیدا ہونے والی صورتحال کا سیاسی حل تلاش کرنے میں مدد دینے کو تیار ہے۔

سکڈمور کالج کی پروفیسر یلینا بائبرمین کہتی ہیں کہ 'کشمیر پر انڈیا اور پاکستان کا تنازع شدت اختیار کر رہا ہے اور اس بات کو خارج الامکان نہیں قرار دیا جا سکتا کہ اس میں مزید شدت آئے اور پڑوسی طاقتیں خصوصاً چین یا روس بھی اس میں شامل ہو جائیں۔'

دیگر ماہرین کا کہنا ہے کہ انڈیا عسکریت پسندوں کے حملوں کو ریاست پاکستان کے حملوں سے تشبیہہ دینے کی کوشش کر رہا ہے۔

امریکہ میں مقیم جنوبی ایشیا امور کے ماہر ڈینیل مارکی کہتے ہیں کہ 'اس کا مطلب یہ ہے کہ (انڈیا یہ چاہتا ہے کہ) پاکستان اور پوری دنیا پاکستان میں انڈین فوجی حملوں کو دہشتگردی کے نتائج کے طور پر قبول کر لے۔'

'لیکن صرف انڈیا کے ایسا چاہنے سے ایسا ہو نہیں جائے گا۔ انڈیا کے اس نئے طریقے کی کامیابی کا دارومدار نہ صرف اس کی فوجی کامیابی پر ہوگا بلکہ انڈیا کے رہنما اور عوام بھی یہ سوچیں گے کہ اس دوران ہونے والا (مالی) نقصان ان کے عسکری ادارے برداشت کر سکتے ہیں یا نہیں۔'

نیویارک کی البانی یونیورسٹی سے منسلک اسوسی ایٹ پروفیسر نیلوفر صدیقی کہتی ہیں کہ 2016 میں اُڑی اور 2019 میں پلوامہ حملوں کے بعد ایک دہائی سے بھی کم عرصے میں یہ تیسرا موقع ہے جب انڈیا اور پاکستان جنگ کے دہانے پر پہنچے ہیں۔

وہ کہتی ہیں 'امکان یہی ہے کہ ہم ہر کچھ سالوں بعد ایسی ہی کشیدگی دیکھتے رہیں گے۔'

اس کی وجہ بتاتے ہوئے نیلوفر کہتی ہیں کہ 'انڈیا میں ایک قوم پرست حکومت اقتدار میں ہے اور اس کی قوم پرست سپورٹ بیس میں ایسے کشیدگی بڑھانے والے اقدامات کو قبولیت بھی حاصل ہے۔'

امریکی تھنک ٹینک سٹمسن سینٹر کے ڈیٹا کا حوالہ دیتے ہوئے وہ کہتی ہیں کہ 'انڈیا کے عوام اپنی عسکری قابلیت کو دیگر مخالفین کے مقابلے میں زیادہ سمجھتے ہیں اور مانتے ہیں کہ وہ تنازعات میں فاتح بن کر ابھر سکتے ہیں۔ اسی سبب انڈین رہنماؤں کے لیے کسی بھی بحران کے درمیان پیچھے ہٹنا مشکل ہو جاتا ہے۔'

نیلوفر کے مطابق تنازع کے بڑھنے یا اپنے پڑوسی ملک کے ساتھ جاری کشیدگی سے پاکستان کو زیادہ نقصان ہو سکتا ہے۔

لیکن وہ سمجھتی ہیں کہ انڈیا کے ساتھ کشیدگی نے پاکستانی فوج کو اپنی مقبولیت بڑھانے کا موقع دیا ہے جو کہ سابق عمران خان سے اختلافات کے بعد کچھ کم ہوتی ہوئی نظر آئی تھی۔

وہ کہتی ہیں 'شاید فوج اس موقع کو اندرونی طور پر اپنی حمایت کو بڑھانے کے موقع کے طور پر دیکھے کیونکہ عمران خان سے اختلافات کے بعد اس میں کمی آئی تھی۔'

البانی یونیورسٹی سے منسلک پولیٹیکل سائنس کی اسوسی ایٹ پروفیسر مزید کہتی ہیں کہ 'پاکستانی رہنماؤں کا ابھی مقصد یہی ہوگا کہ وہ ہوسٹائل انڈیا کے خلاف حکومت کے لیے مکمل حمایت حاصل کریں۔'



رفال بمقابلہ جے 10 سی

پاکستانی اور انڈین جنگی طیاروں کی وہ 'ڈاگ فائٹ' جس پر دنیا بھر کی نظریں ہیں

اسلام آباد کا دعویٰ ہے کہ اس نے چھ اور سات مئی کی درمیانی شب تین رفال سمیت پانچ انڈین طیاروں کو مار گرایا ہے جبکہ انڈیا کی طرف سے اِن دعووں پر تاحال کوئی تبصرہ نہیں کیا گیا ہے۔

ادھر بی بی سی ویریفائی نے تین ایسی ویڈیوز کی تصدیق کی ہے جن کے بارے میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ ان میں نظر آنے والا ملبہ ایک فرانسیسی ساختہ رفال طیارے کا ہے جو انڈیا کی فضائیہ کے زیر استعمال ہیں۔

سنہ 2019 کی انڈیا-پاکستان کشیدگی کے بعد جہاں انڈیا نے فرانسیسی کمپنی ڈسالٹ ایوی ایشن سے 36 رفال طیارے حاصل کیے تھے جو کہ یورپی گروپ کے میٹیور میزائلوں سے لیس ہیں جبکہ لندن میں قائم انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف سٹریٹیجک سٹڈیز کے مطابق 'اسی دورانیے میں پاکستان نے چین سے کم از کم 20 جدید جے 10 سی جنگی طیارے حاصل کیے اور یہ چینی ساختہ پی ایل 15 میزائلوں سے لیس ہیں۔'

پاکستان کی جانب سے انڈین طیارے گرائے جانے کے دعوے کی تاحال انڈیا نے تصدیق یا تردید نہیں کی ہے اور انڈیا کے خارجہ سیکریٹری وکرم مسری نے ایک پریس بریفنگ میں کہا ہے کہ وہ اس بارے میں جواب صحیح وقت پر دیں گے۔

تاہم واشنگٹن سمیت عالمی سطح پر چینی لڑاکا طیارے کی مغربی طیاروں کے خلاف کارکردگی پر گہری نظر رکھی جا رہی ہے۔

ایک امریکی عہدیدار نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر خبر رساں ادارے روئٹرز کو بتایا کہ 'مار گرایا جانے والا کم از کم ایک انڈین طیارہ فرانسیسی ساختہ رفال ہی تھا' جبکہ فرانسیسی انٹیلیجنس سے وابستہ ایک اہلکار نے سی این این سے بات کرتے ہوئے اس کی تصدیق کی تھی۔

دنیا بھر کے میڈیا پر اس مبینہ 'ڈاگ فائٹ' کے حوالے سے خاصی دلچسپی پائی جاتی ہے جس کے بارے میں پاکستان کے وزیرِ خارجہ اسحاق ڈار نے دعویٰ کیا ہے کہ 'ہمارے جیٹ فائٹر جنھوں نے رفال گرائے ہیں وہ چینی ساختہ جے 10 سی ہیں۔'

آیئے جانتے ہیں کہ پاکستانی ایئر فورس اس مبینہ ڈاگ فائٹ کے بارے میں کیا دعویٰ کر رہی ہے، ان دونوں طیاروں کی خصوصیات کے بارے میں ہم کیا جانتے ہیں اور عالمی میڈیا پر اس بارے میں کیا بات ہو رہی ہے۔

پاکستانی ایئر فورس کا کیا دعویٰ ہے؟

اس مبینہ ڈاگ فائٹ پر انڈین حکام نے تاحال کوئی تبصرہ نہیں کیا جبکہ پاکستانی فضائیہ کے ڈپٹی چیف آف ایئر آپریشنز ایئر وائس مارشل اورنگزیب کا کہنا تھا کہ 'یہ ایک بی وی آر (بیونڈ ویژیول رینج) لڑائی تھی جس میں انڈیا کے 70 جنگی طیاروں اور پاکستان کے 40 جنگی طیاروں نے حصہ لیا، یعنی کل 100 سے زیادہ طیارے تھے جو کہ ہوابازی کی تاریخ میں پہلی بار ہوا ہے۔'

انھوں نے بتایا کہ پاکستانی فضائیہ کی طرف سے اس کارروائی میں جے ایف 17، ایف 16 اور جے 10 طیاروں نے حصہ لیا تاہم انھوں نے اس حوالے سے تبصرہ نہیں کیا کہ آیا پاکستان نے چینی ساختہ پی ایل 15 استعمال کیا۔

ان کا کہنا تھا کہ پاکستان کا فضائی دفاعی نظام بہت مؤثر ہے اور 'ایک کل اسی (زمین سے فضا میں مار کرنے) کی بدولت ممکن ہوا۔'

انھوں نے دعویٰ کیا کہ یہ کارروائی 'ایک گھنٹے تک جاری رہی۔'

ایئر وائس مارشل اورنگزیب احمد کا کہنا تھا کہ انڈین طیاروں کے رونما ہونے کے بعد پاکستانی فضائیہ نے 'اپنا ملٹی ڈومین آپریشن شروع کیا۔'

انھوں نے دعویٰ کیا کہ چھ مئی کی شب ایک گھنٹے تک جاری رہنے والی اس ڈاگ فائٹ میں انڈین فضائیہ کے 72 طیاروں میں سے 14 رفال طیاروں کی الیکٹرانک نشاندہی کی گئی تھی۔ جبکہ ان کے بقول پاکستان نے اس آپریشن میں 42 جنگی طیارے استعمال کیے۔

ان کا کہنا تھا کہ 'لاہور، اسلام آباد اور دیگر فضائی حدود میں سویلین ایئر ٹریفک کی حفاظت کے لیے اس کا راستہ تبدیل کروایا گیا۔'

ایئر وائس مارشل اورنگزیب احمد کے مطابق جیسے ہی انڈین طیاروں نے اپنے ہتھیار استعمال کیے تو پاکستانی فضائیہ کے طیاروں نے 'ہوا میں رولز آف دی گیم تبدیل کر لیے۔'

'انڈیا نے پچھلی بار کہا تھا کہ اگر ان کے پاس رفال ہوتے تو نتیجہ کچھ اور ہوتا۔ تو ہم نے رفال طیاروں کو نشانہ بنایا۔ ہمارے پاس مزید نمبرز ہو سکتے تھے مگر ہم نے تحمل دکھایا۔'

پاکستانی فضائیہ نے دعویٰ کیا کہ تین رفال طیارے بھٹنڈہ، جموں اور سرینگر کے قریب مار گرائے گئے جبکہ 29 اور سو 30 کو سرینگر کے پاس مار گرایا گیا۔

پاکستانی فضائیہ کے اِن دعووں کی آزادانہ تصدیق نہیں کی جا سکی۔ جبکہ انڈیا نے تاحال ان دعووں پر کوئی تبصرہ نہیں کیا ہے۔

جے 10 سی اور رفال طیارے کن خصوصیات کے حامل ہیں؟

پہلے جے 10 سی کی بات کر لیتے ہیں۔ فروری 2003 کو جے 10 ساخت کا پہلا طیارہ چین کی ایئر فورس کی 13 ویں ٹیسٹ ریجمنٹ کے حوالے کیا گیا تھا۔

اسی سال دسمبر میں اس لڑاکا طیارے کے 'آپریشنل' (قابل استعمال حالت میں) ہونے کا اعلان کیا گیا۔ اٹھارہ سال اس طیارے پر کام ہوتا رہا۔ 'جے-10 سی' طیارے نے لڑائی کے لیے خدمات کی انجام دہی اپریل 2018 میں شروع کی تھیں۔

ابتدا میں اس طیارے کو پیپلز لبریشن آرمی ایئر فورس کے لیے تیار کیا گیا تھا لیکن بعد میں چینی ہتھیار بنانے والی صنعت نے اسے برآمدی مقاصد کے لیے بھی بنانا شروع کر دیا۔

پاکستانی ایئر فورس مشرف دور سے اپنے میراج طیاروں کے سکواڈرن کو تبدیل کرنے کی منصوبہ بندی کر رہی تھی جو کہ اس نے سنہ 1967 میں خریدے تھے۔

ہم نے اس بارے میں ایئر وائس مارشل (ریٹائرڈ) ناصر الحق وائیں سے بات کی ہے جو سینٹر فار ایرو سپیس اینڈ سکیورٹی سٹڈیز میں ڈائریکٹر ہیں اور فلائنگ انسٹرکٹر ہونے کے علاوہ فلائنگ انسٹرکٹر سکول، سکواڈرن، ونگ اور ایئر بیس کمانڈ کر چکے ہیں۔

انھوں نے بی بی سی کے نامہ نگار محمد صہیب کو بتایا کہ 'ایک طیارے میں دو چیزیں سب سے اہم ہوتی ہیں، ایک اس کا ایئر فریم سٹرکچر اور دوسرا اس کی ایوی آنکس۔ جے 10 سی کے ایئر فریم کی بات کی جائے تو اس میں ڈیلٹا کنارڈ کنفگریشن موجود ہے جو اس کی اجیلٹی کو بہتر بناتی ہے جس کے باعث طیارہ اپنا اینگل آف اٹیک فوری تبدیل کر سکتا ہے۔

'دوسرا اس کا سٹرکچر کمپوزٹ میٹیریل سے بنا ہوا ہے جس کے باعث حالانکہ یہ ایک سٹیلتھ ایئر کرافٹ نہیں ہے لیکن اس کی ریڈار پر نشاندہی مشکل ہو جاتی ہے۔'

انھوں نے بتایا کہ اس طیارے کی دوسری اہم چیز اس انجن ہے، جو ہے اے ایل 31 ایف این جسے جیم کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ایکٹو ایسا راڈار

(اے ایس آر) اس وقت سب سے جدید راڈار ہیں۔ اس کی ٹارگٹ ٹریکنگ اچھی ہوتی ہے اور یہ دشمن اور اپنے جہازوں میں فرق بتا سکتا ہے۔ اور اسے کے ساتھ ڈیٹا لنک کی سہولت ہوتی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ نہ صرف فارمیشن میں موجود جہازوں کے ساتھ ڈیٹا شیئر کر سکتے ہیں بلکہ آپ اے ویکس، یو اے ویز اور اے ڈبلیو سیز کے ساتھ بھی اپنا ڈیٹا شیئر کر سکتے ہیں۔ یہ ڈیٹا لنک پاکستان میں ہی بنائے جاتے ہیں۔'

انھوں نے جے 10 سی کی خصوصیات بتاتے ہوئے کہا کہ 'اس طیارے کے کاکپٹ کی ایرو گنامکس اچھی ہے یعنی ایز آف فلائنگ ہے جس سے پائلٹ کو کاک پٹ میں آسانی ہوتی ہے اور اس فلائنگ کا لوڈ نہیں ہوتا ہے، بلکہ اس کی توجہ راڈار کو کیسے آپریٹ کرنا ہے اور اسلحے کو کیسے استعمال کرنا ہے۔'

'جب ایرو گنامکس اچھی ہوگی تو پائلٹ کی سچویشنل اویئرنس بہتر ہو جاتی ہے۔'

انھوں نے کہا کہ 'سب سے بہتر فیچر اس کا پی ایل 15 میزائل ہے۔ میزائل کا اپنا بھی ایک راڈار ہوتا ہے اور کچھ میزائلوں میں سیمی ایکٹو راڈار ہوتا ہے لیکن اس میزائل میں ایکٹو راڈار موجود ہوتا ہے۔ ایکٹو ریڈار میں آپ نے صرف لاک کر کے فائر کرنا ہوتا ہے جس کے بعد راڈار ٹارگٹ کی جان نہیں چھوڑتا۔'

ایئر وائس مارشل (ریٹائرڈ) ناصر الحق وائیں نے کہا کہ 'اس کا ای ڈبلیو سویٹ، یعنی اس میں موجود دوسری جانب سے الیکٹرانک وارفیئر کی کوشش کو ناکام کر سکے اور خود اپنی جانب سے ایسی کوشش کر سکے اور دشمن کے طیارے کے سسٹمز کو جیم کر سکے۔'

ان کا مزید کہنا تھا کہ 'سب سے بڑا فرق اس میزائل کا ہے جس کے باعث ہمیں تقریباً 30 سے 50 کلومیٹر کی برتری حاصل ہے۔ ایئر کامبیٹ میں پہلے شوٹ کرنے کی صلاحیت کو فرسٹ شاٹ صلاحیت کہا جاتا ہے، یہ صلاحیت ہمارے پاس پی ایل 15 کی وجہ سے موجود ہے۔'

انھوں نے کہا کہ 'اس میں ہم اپنی مرضی سے بہت ساری چیزیں انٹیگریٹ کر سکتے ہیں اور اس حوالے سے ہمارے پاس آزادی بھی ہے جیسے ہم نے ڈیٹا لنک اپنا لگایا ہے اس میں۔'

دوسری طرف انڈین فضائیہ کے پاس موجود رفال جوہری میزائل داغنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس میں دو طرح کے میزائل نصب ہو سکتے ہیں، ایک کا مار کرنے کا فاصلہ 150 کلومیٹر جبکہ دوسرے کا تقریباً 300 کلومیٹر ہے۔ جوہری اسلحے سے لیس ہونے کی صلاحیت رکھنے والا رفال طیارہ فضا میں 150 کلومیٹر تک میزائل داغ سکتا ہے جبکہ فضا سے زمین تک مار کرنے کی اس کی صلاحیت 300 کلومیٹر تک ہے۔

یہ انڈین فضائیہ کی جانب سے استعمال ہونے والے میراج 2000 کی جدید شکل ہے اور انڈین ایئر فورس کے پاس اس وقت 51 میراج 2000 طیارے ہیں۔ رفال کو اب تک افغانستان، لیبیا، مالی، عراق اور شام جیسے ممالک میں ہونے والی کارروائیوں میں استعمال کیا جا چکا ہے۔

کئی طرح کی خوبیوں سے لیس رفال کو بین الاقوامی معاہدوں کے سبب جوہری اسلحے سے لیس نہیں کیا گیا تاہم کئی ماہرین کا خیال ہے کہ انڈیا میراج 2000 کی طرح رفال کو بھی اپنی ضرورت کے مطابق ڈھال لے گا۔

خیال رہے کہ دونوں فائٹر جیٹس بنانے والی کمپنیاں انھیں 4.5 جنریشن فائٹر جیٹس قرار دیتی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں دنیا کے سب سے جدید ففتھ جنریشن فائٹر جیٹ کی کچھ صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں۔

ایئر وائس مارشل (ریٹائرڈ) ناصر الحق وائیں نے پاکستان کے جے 10 سی اور انڈین رفال کے درمیان مبینہ ڈاگ فائٹ کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا کہ 'رفال طیارے کی مشین کے حوالے سے کوئی شک نہیں کہ اس کی صلاحیت ہر لحاظ سے اچھی ہوگی، یورپی انجن عام طور پر بہت اچھے ہوتے ہیں اور اس کی ایرو گنامکس بھی اچھی ہوگی لیکن حالیہ صورتحال میں جو فرق آیا ہوگا وہ میزائل کی رینج میں اور طیارے کی امپلائمنٹ میں۔'

'ٹیکنالوجی دونوں طرف برابر بھی ہو جائے تو اہم بات امپلائمنٹ کی ہوتی ہے یعنی آپ کی حکمتِ عملی کیا ہے اور آپ اس پر کس طرح عمل درآمد کرتے ہیں۔

'رفال میں یہ نہیں ہے کہ ان کا تجربہ کم ہے یا ان کے پائلٹس میں کوئی کمی ہوگی، سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس صورتحال میں کون اچھا کھیل گیا، اسے امپلائمنٹ کہتے ہیں جو حکمتِ عملی اور مختلف ایکسرسائزز کرنے سے آتی ہے۔'

یہ مبینہ ڈاگ فائٹ عالمی توجہ کا مرکز کیسے بنی؟

رائٹرز کی ایک رپورٹ کے مطابق فضائی لڑائی ایک نایاب موقع ہوتا ہے جب فوجیں پائلٹوں، جنگی طیاروں اور فضا سے فضا تک مار کرنے والے میزائلوں کی کارکردگی جانچ سکیں اور اپنی فضائیہ کو کسی ممکنہ لڑائی کے لیے تیار کر سکیں۔

دفاعی ماہرین نے رائٹرز کو بتایا کہ چین اور امریکہ سمیت دنیا بھر میں جدید ہتھیاروں کے اصل لڑائی میں استعمال کی معلومات تائیوان یا وسیع انڈو پیسیفک خطے کے تناظر میں اہم ہوگی۔

ایک امریکی اہلکار نے رائٹرز کو نام نہ ظاہر کرنے کی شرط پر بتایا کہ امریکہ کا خیال ہے کہ پاکستان نے چینی ساختہ جے 10 طیاروں سے انڈین جنگی طیاروں پر فضا سے فضا تک مار کرنے والے میزائل داغے۔

اس حوالے سے سوشل میڈیا کی پوسٹوں میں چینی ساختہ پی ایل 15 میزائل کا موازنہ یورپی گروپ ایم بی ڈی اے کے میٹیور سے کیا جا رہا ہے۔ میٹیور ایک ریڈار گائیڈڈ ڈائیرٹو ایئر میزائل ہے۔

اس بارے میں تاحال تصدیق نہیں ہو سکی کہ آیا یہی ہتھیار استعمال کیے گئے ہیں تاہم پاکستان کے نائب وزیرِ اعظم اور وزیرِ خارجہ اسحاق ڈار نے پاکستانی فضائیہ کی طرف سے جے 10 سی طیاروں کے استعمال کی تصدیق کی تھی۔

انٹرنیشنل اسٹیٹیوٹ آف سٹریٹیجک سٹڈیز کے ڈگلس بیری نے رائٹرز کو بتایا کہ یہ ایسا ہے جیسے 'چین کا سب سے بااثر ہتھیار مغرب کے سب سے بااثر ہتھیار کے مدمقابل ہے، اگر ایسا ہوا ہے تو۔ مگر ہمیں معلوم نہیں۔'

بیری نے کہا کہ فرانسیسی اور امریکی انڈیا کی طرف سے انٹیلیجنس چاہیں گے۔ امریکی دفاعی صنعت سے وابستہ ایک اہلکار نے رائٹرز کو بتایا کہ چینی میزائل پی ایل 15 'بڑا مسئلہ ہے۔ امریکی فوج اس پر بہت توجہ دیتی ہے۔'

رفال طیاروں کے مینوفیکچرر ڈسالٹ ایوی ایشن یا ایم بی ڈی اے نے تاحال اس حوالے سے تبصرہ نہیں کیا ہے۔



پاکستان انڈیا کی جانب سے داغے گئے میزائلوں کو کیوں نہیں روک پایا؟

اسرائیل کے معروف فضائی دفاعی نظام 'آئرن ڈوم' یا 'ڈیوڈ سلنگ' کے متعلق تو آپ جانتے ہوں گے جنھیں جدید میزائل شیلڈ کہا جاتا ہے۔ ایران کی جانب سے میزائل حملہ ہو، حماس کی جانب سے راکٹ داغے جائیں یا حوثی باغیوں کے طرف سے ڈرونز، جیسے ہی یہ اشیا اسرائیل کی فضائی حدود میں داخل ہوتی ہیں تو ان خودکار دفاعی نظاموں کی مدد سے انھیں فضا ہی میں تباہ کر دیا جاتا ہے۔

جنگ کی صورتحال میں کسی بھی ملک کے لیے اس کا فضائی دفاعی نظام بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اور دفاعی نظام میں میزائل شکن سسٹم کے ساتھ ساتھ دشمن کے جہازوں کو ٹریس اینڈ ٹریک کرنے والے ریڈار اور دیگر آلات بھی شامل ہوتے ہیں۔

منگل اور بدھ کی درمیانی شب انڈیا کی جانب سے پاکستان اور اس کے زیر انتظام کشمیر میں 'آپریشن سندور' کے تحت متعدد مقامات پر 'دہشتگردوں کے ٹھکانوں پر' حملے کیے جانے کا دعویٰ کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ کارروائی پہلگام میں 26 سیاحوں کی ہلاکت کے ذمہ داران کے خلاف تھی۔

رات ایک بج کر پانچ منٹ سے ڈیڑھ بجے تک جاری رہنے والی اس کارروائی کے دوران پاکستانی فوج کے مطابق پاکستان اور اس کے زیر انتظام کشمیر میں مساجد اور عام شہریوں کو نشانہ بنایا گیا۔

اگرچہ انڈیا کی جانب سے یہ نہیں بتایا کہ گیا کہ ان حملوں میں کس قسم کے ہتھیاروں سے حملہ کیا گیا تاہم پاکستانی فوج کے ترجمان لیفٹیننٹ جنرل احمد شریف چوہدری کا کہنا ہے کہ انڈیا نے چھ مقامات پر مختلف اسلحہ استعمال کرتے ہوئے مجموعی طور پر 24 حملے کیے ہیں۔

پاکستانی فوج کے ترجمان نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ انڈیا کے میزائل حملوں کے بعد جوابی کارروائی میں پاکستان نے انڈین فضائیہ کے پانچ جنگی طیارے اور ایک ڈرون مار گرائے ہیں۔

واضح رہے کہ یہ پہلا موقع نہیں جب انڈیا کی جانب سے کوئی میزائل پاکستان سرزمین پر آ گرا ہو۔ مارچ 2022 میں بھی انڈیا کی جانب سے ایک براہموس میزائل پاکستان کے صوبہ پنجاب کے شہر میاں چنوں کے قریب آ گرا تھا۔ تاہم اس میزائل حملے میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔

اگرچہ انڈیا نے اس واقعے کے متعلق جاری بیان میں کہا تھا کہ یہ میزائل حادثاتی طور پر پاکستان کی طرف داغا گیا تھا۔ جبکہ پاکستانی فوج کے شعبہ تعلقات عامہ آئی ایس پی آر کے ڈائریکٹر جنرل بابر افتخار نے ذرائع ابلاغ کو تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا تھا پاکستان حدود میں داخل ہونے والا 'انڈین پروجیکٹائل' زمین سے زمین تک مار کرنے والا سپرسونک میزائل تھا۔

پاکستان نے دعویٰ کیا تھا کہ ابتدائی جانچ پڑتال سے معلوم ہوا کہ یہ میزائل سپرسونک کروز میزائل تھا جو آواز کی رفتار سے تین گنا فاصلہ طے کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور یہ پاکستان کی حدود میں تین منٹ 44 سیکنڈ تک رہنے کے بعد گر کر پاکستان کی سرحد میں 124 کلومیٹر اندر آ کر تباہ ہوا۔

پاکستانی عسکری ذرائع نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ پاکستان کے ایئر ڈیفنس سسٹم نے اس میزائل کی نگرانی تب سے شروع کر دی تھی جب اسے انڈیا کے شہر سرسا سے داغا گیا تھا۔ اس کی پرواز کے مکمل دورانیے کا مسلسل جائزہ لیا گیا۔

پاکستان اور انڈیا کی فضائی دفاعی صلاحیت

سنہ 2019 میں بالاکوٹ حملے اور انڈین طیارہ گرائے جانے کے بعد دونوں ملکوں نے نیا دفاعی ساز و سامان خریدا ہے۔ جیسے انڈین ایئر فورس کے پاس اب 36 فرانسیسی ساختہ رفال جنگی طیارے ہیں۔ پاکستانی فوج کا دعویٰ ہے کہ انھوں نے حالیہ حملے میں جوابی کارروائی کے دوران دو رفال طیارے مار گرائے ہیں تاہم انڈیا نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔ جبکہ لندن میں قائم انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف سٹریٹیجک سٹڈیز کے مطابق اسی دورانیے میں پاکستان نے چین سے کم از کم 20 جدید جے 10 جنگی طیارے حاصل کیے ہیں جو کہ پی ایل 15 میزائلوں سے لیس ہیں۔

جہاں تک ایئر ڈیفنس کی بات ہے تو سنہ 2019 کے بعد انڈیا نے روسی ایس 400 اینٹی ایئر کرافٹ میزائل سسٹم حاصل کیا جبکہ پاکستان کو چین سے ایچ کیو 9 فضائی دفاعی نظام ملا۔

ریڈیو پاکستان کے مطابق پاکستانی فضائیہ نے ایک حالیہ بیان میں کہا ہے کہ اس کی فضائی دفاعی صلاحیتوں میں 'ایڈوانسڈ ایریل پلیٹ فارمز، ہائی ٹو میڈیم ایلٹیٹیوڈ ایئر ڈیفنس سسٹم، بغیر پائلٹ کامبیٹ ایریل وہیکلز، سپیس، سائبر، الیکٹرانک وارفیئر اور مصنوعی ذہانت سے چلنے والے سسٹمز موجود ہیں۔'







انڈیا کے پاکستان پر اس حملے کے بعد چند اہم سوالات پیدا ہوئے ہیں کہ کیا پاکستان کا فضائی دفاعی نظام انڈیا کی جانب سے آنے والے میزائلوں کو بڑی حد تک روکنے کی صلاحیت رکھتا ہے؟ اور یہ کہ پاکستان انڈین فضائی حدود سے داغے گئے میزائلوں کو ہدف تک پہنچنے سے قبل فضا میں ہی تباہ کیوں نہیں کر پایا؟

کیا پاکستان کا دفاعی نظام فضا سے زمین پر داغے گئے میزائلوں کو



روکنے کی صلاحیت رکھتا ہے؟

پاکستان فضائیہ کے سابق وائس ایئر مارشل اکرام اللہ بھٹی نے اس بارے میں بی بی سی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کا فضائی دفاعی نظام کے پاس یہ صلاحیت ہے کہ وہ زمین سے زمین پر کم فاصلے، درمیانے فاصلے اور طویل فاصلے تک مار کرنے والے کروز اور بیلسٹک میزائلوں کو روک سکے۔

انھوں نے بتایا کہ پاکستان نے اپنے دفاعی نظام میں چینی ساختہ ایچ کیو 16 ایف ای ڈیفنس سسٹم سمیت مختلف میزائل سسٹمز کو شامل کیا ہے جو پاکستان کو جدید دفاعی میزائل نظام کی صلاحیت فراہم کرتے ہیں اور یہ زمین سے زمین مار کرنے والے میزائل، کروز میزائلوں اور جنگی جہازوں کے خلاف مؤثر ہے۔ تاہم اگر فضا سے زمین پر مار کرنے والے میزائل کو انٹرسیپٹ (روکنے) کرنے کی بات جائے تو ایسا دفاعی نظام موجود نہیں ہے۔

سابق ایئر کموڈور عادل سلطان نے اس بارے میں بی بی سی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ دنیا میں فول پروف سیکورٹی فراہم کرنے والا ایسا کوئی دفاعی نظام نہیں بنا، خاص کر ایسی صورتحال میں جس میں پاکستان اور انڈیا جیسے ممالک جن کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں اور بعض مقامات پر یہ فاصلہ محض چند میٹر کا رہ جاتا ہے، ایسے میں فضا سے زمین پر کیے جانے والے میزائل حملوں کو سو فیصد روکنا یقیناً ناممکن ہے۔

ان کا کہنا تھا کہ ہر دفاعی نظام کی صلاحیت کی ایک حد ہوتی ہے کہ اگر بیک وقت مختلف قسم کے متعدد میزائل فضا میں مختلف سمت سے داغے جاتے ہیں تو وہ کس قسم کے میزائلوں کو روکے گا۔

ان کا کہنا تھا کہ بالاکوٹ حملے کے بعد پاکستان نے متعدد جدید میزائل اور ریڈار نظام شامل کیے ہیں اور اپنی دفاعی صلاحیت کو بہتر بنایا ہے۔

ان کا کہنا تھا اگرچہ یہ جدید دفاعی نظام بہت حد تک مؤثر ہوتے ہیں تاہم یہ ممکن نہیں کہ آپ ڈھائی ہزار سے زائد کلومیٹر طویل مشرقی سرحد پر کوئی ایسا ایئر ڈیفنس سسٹم لگائیں جو سو فیصد یہ ممکن بنائے کہ کوئی میزائل وہاں سے داخل نہ ہو سکے۔

عادل سلطان کے مطابق ایسا کرنے کے لیے اربوں ڈالرز درکار ہوں گے اور وہ سرحدوں کی انتہائی قربت کی وجہ سے اتنا کارآمد بھی نہیں ہوگا۔ ان کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ انڈیا کے پاس بھی ایسی کوئی صلاحیت نہیں ہے۔

فضائی حملہ

اکرام اللہ بھٹی کا کہنا تھا کہ اگر ہم چھ مئی کی شب کے واقعے کی بات کریں تو اس میں ہمیں کچھ باتوں کو سمجھنا ہوگا۔

ان کا کہنا تھا کہ ممکنہ طور پر انڈیا کی جانب سے یہ میزائل فضا سے زمین پر داغے گئے ہیں اور اگر ہم فضا سے زمین پر مار کرنے والے میزائلوں کی بات کریں تو یہ آج کل یہ بہت جدید ہو گئے ہیں۔

'اُن کی رفتار بہت تیز ہو گئی ہے جو ماک تھری (3675 کلومیٹر فی گھنٹہ) سے ماک نائن (11025 کلومیٹر فی گھنٹہ) تک جاتی ہیں اور اتنے تیز رفتار میزائل کو روکنے یا انٹرسیپٹ کرنے کی صلاحیت امریکہ، روس اور چین سمیت کسی بھی ملک کے پاس نہیں ہے۔'

ان کا کہنا تھا کہ فضا سے فائر کیے جانے والے میزائل کو روکنے میں ایک اور مشکل یہ بھی ہے کہ ان کا پرواز کا دورانیہ بہت کم ہوتا ہے اور آپ کے پاس ردعمل کرنے کا وقت بہت محدود ہوتا ہے جبکہ اس کے برعکس زمین سے زمین پر مار کرنے والے میزائل کو روکا جا سکتا ہے کیونکہ اُن کی پرواز کا دورانیہ زیادہ ہوتا ہے۔

سابق ایئر وائس مارشل کا یہ بھی کہنا تھا کہ انڈیا کے پاس بھی یہ دفاعی صلاحیت نہیں کہ اگر پاکستان فضا سے زمین پر کوئی میزائل داغے تو وہ اسے روک پائے۔

اُن کا کہنا تھا کہ اگر گذشتہ شب کے واقعے کی بات کریں تو ایسا ہی معاملہ تھا کہ پاکستان کے پاس ردعمل کا وقت بہت محدود تھا اور یہ میزائل چند ہی لمحوں میں پاکستان میں آ گرے۔

پاکستانی فضائیہ کے سابق ایئر کموڈور عادل سلطان کا اس بارے میں



کہنا تھا کہ دنیا کا کوئی بھی دفاعی نظام ایسا نہیں جو جغرافیائی طور پر ساتھ جڑے حریف ممالک کی حملوں کو سو فیصد تک روک سکے۔

ان کا کہنا تھا کہ تاہم یہ نقصان کو کم کر سکتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ایسے نظام میں دفاع کے لیے حملے کی نوعیت بھی اہم ہے۔ اگر بیک وقت فضا سے زمین پر مار کرنے والے میزائل مختلف اطراف سے فائر کیے جاتے ہیں تو اس میں ان کی ریڈار پر نشاندہی کرنا اور فوری ردعمل دینا کچھ مشکل ہوتا ہے۔

جبکہ اگر زمین سے زمین پر مار کرنے والے میزائلوں یا کروز میزائلوں کی بات کی جائے تو ان کی ڈپلوائمنٹ کا علم ہوتا ہے اور آپ ان کے فلائیٹ پاتھ یا کوریڈور کو کور کر سکتے ہیں۔

ان کا کہنا تھا کہ جیسا کہ پاکستان کے وزیر خارجہ اسحاق ڈار نے بتایا کہ انڈیا کی جانب سے اس حملے میں 70 کے قریب طیاروں نے حصہ لیا تو ایسی بڑی کارروائی میں اگر آٹھ نو میزائل زمین پر آ گئے تو یہ جنگی صورتحال میں معمول کی بات ہے۔

اگرچہ ان چند بموں کے گرنے سے انسانی جانوں کا ضیاع ہوا ہے مگر جیسا انڈیا نے بڑے پیمانے پر یہ کارروائی کی تھی ایسے میں یقیناً کچھ فیک اٹیک ہوں گے تو ان چند میزائلوں کا گرنا جنگی اعتبار سے غیر معمولی نہیں۔

کیا انڈیا فضائیہ بھی پاکستانی جنگی طیاروں کی جوابی کارروائی روکنے میں ناکام رہا؟



پاکستانی فوج نے دعویٰ کیا ہے کہ انڈین حملوں کے ردعمل میں پاکستانی فضائیہ نے انڈیا کے پانچ طیارے اور ایک جنگی ڈرون مار گرایا ہے، انڈیا نے فی الحال اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔

اس بارے میں بات کرتے ہوئے ایئر وائس مارشل اکرام اللہ بھٹی کا کہنا تھا کہ یہ ایک ٹیکٹیکل معاملہ ہے اور ہر فضائی ماہر کی اس پر رائے مختلف ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ایئر فائٹ کی صورتحال میزائل حملوں کے کافی مختلف ہوتی ہے۔

انھوں نے کہا کہ جب کسی بھی ملک کی فضائیہ کسی دوسرے ملک پر جہازوں سے میزائل فائر کرتی ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ جنگ شروع ہو گئی اور اِس کے بعد اس ملک کی فضائیہ وہاں رکتی نہیں بلکہ وہاں سے آگے بڑھتی ہے کیونکہ وہاں رکنا انتہائی غیر دانشمندانہ ہوتا ہے وہ بھی ایسے وقت میں جب دشمن کے جہاز بھی فضا میں ہوں۔

انھوں نے کہا کہ انڈین میڈیا میں ایسی خبریں بھی آئی ہیں کہ انڈین جہاز پاکستانی فضائی حملے کے خلاف دفاعی حکمت عملی کے تحت فلیئر فائر استعمال کر رہے تھے لیکن یہ دفاعی حکمت عملی وہاں کارآمد ہوتی ہے جہاں انفراریڈ گائیڈڈ میزائل آپ پر 15 سے 20 کلومیٹر سے فائر کیا گیا ہو۔ یہ دفاعی حکمت عملی ریڈار گائیڈڈ میزائل کے خلاف کام نہیں کرتی۔ ان کا کہنا تھا کہ لگتا یہ ہے کہ انڈیا کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ پاکستان ان پر ان کی فضائی حدود کے اندر ہی کوئی کارروائی کرے گا۔

ایئر کموڈور عادل سلطان کا کہنا تھا کہ لڑاکا طیاروں کی فضا میں لڑائی کی صورتحال بہت مختلف ہوتی ہے۔ اگر زمین سے فضا میں مار کرنے، یا زمین سے زمین سے مار کرنے کے دفاعی نظام میں آپ کو ان میزائلوں کی صلاحیت، داغے جانے کے ممکنہ مقام، اور پرواز کے ممکنہ پاتھ کا علم ہوتا ہے مگر فضا میں لڑائی میں ہم کو علم نہیں کہ کہاں سے کیا فائر کیا جا سکتا ہے اور آپ کو ہر طرف سے خود کو کور کرنا ہوتا ہے۔

ان کا کہنا تھا کہ پاکستان کے پاس فضا سے فضا میں مار کرنے والے میزائل پی ایل 15 بہت جدید ہتھیار ہیں جو چین سے حاصل کیے گئے ہیں اور یہ اپنی فضائی حدود میں 150 سے سرحد کے پار 50 کلومیٹر سے زائد تک مار کرنیکی صلاحیت رکھتے ہیں اور انڈیا کے جنگی طیاروں کی تباہی میں ایسا ہی ہوا ہے۔



گذشتہ برس 19 ارب سے زائد پاس ورڈز لیک ہونے کا انکشاف

ماہرین کے مطابق صرف گذشتہ سال 19 ارب پاس ورڈز افشا ہوئے۔ ماہرین نے اس صورت حال کو سائبر سکیورٹی 'بحران' قرار دیا ہے۔

لیکن ایسے طریقے موجود ہیں، جن کی مدد سے آپ خود کو محفوظ بنا سکتے ہیں۔

'سائبر نیوز' کی نئی تحقیق نے اپریل 2024 سے 2025 کے درمیان 200 سے زائد ڈیٹا لیکس کا جائزہ لیا اور انکشاف کیا کہ 19 ارب 3 کروڑ 30 لاکھ 5 ہزار 929 نئے افشا ہونے والے پاس ورڈز میں سے 94 فیصد یا تو دوبارہ استعمال کیے گئے یا انہیں



زیادہ مرتبہ استعمال کیا گیا اور بعض صورتوں میں مکمل طور پر مختلف صارفین نے ایسا کیا۔

سائبر نیوز کی انفارمیشن سکیورٹی محقق نِیر نگامیسیا وسکائیٹ نے کہا کہ 'ہم کمزور پاس ورڈز کے بار بار استعمال کی بڑی وبا کا سامنا کر رہے ہیں۔

'صرف چھ فیصد پاس ورڈز منفرد ہیں جب کہ باقی صارفین حملوں کے خطرے میں بری طرح گھرے ہوئے ہیں۔ زیادہ تر افراد کی سکیورٹی صرف دو مرحلوں پر مشتمل تصدیق کے دھاگے سے لٹک رہی ہے، اگر وہ فعال بھی ہو۔'

ماہرین نے زور دیا ہے کہ سکیورٹی کے سخت تر طریقوں کو اپنانے کی رفتار تیز کی جائے کیوں کہ سائبر مجرموں کو صرف ایک افشا شدہ پاس ورڈ ہی کافی ہوتا ہے تاکہ وہ ای میل ایڈریسز اور دیگر ذاتی معلومات تک رسائی حاصل کر سکیں۔

تحقیق میں کہا گیا کہ جن لیکس کا جائزہ لیا گیا، وہ ایسی معلومات سے بھری ہوئی تھیں، جنہیں صارفین کے اکاؤنٹس چرانے یا شناخت کی چوری کے حملوں میں متاثرہ افراد کی نقالی کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

تحقیق سے پتا چلا کہ کروڑوں افراد آج بھی ایسے بنیادی اور آسان پاس ورڈز استعمال کرتے ہیں، جو یاد رکھنے میں آسان تو ہیں، لیکن ہیکرز کے لیے اندازہ لگانا بھی اتنا ہی آسان ہے۔

مثال کے طور پر لفظ 'password' کو پانچ کروڑ 60 لاکھ افراد استعمال کرتے ہیں، جب کہ 'admin' کو پانچ کروڑ 30 لاکھ۔

تحقیق میں یہ بھی انکشاف ہوا کہ '1234' تقریباً چار فیصد پاس ورڈز میں شامل ہے، جو ہیکرز کے لیے



اندازہ لگانے میں سب سے آسان ہے۔

اس کے علاوہ لوگوں کے نام دوسرا سب سے مقبول انتخاب پایا گیا۔ Cyber Security

ماہرین نے زور دیا ہے کہ سکیورٹی کے سخت تر طریقوں کو اپنانے کی رفتار تیز کی جائے کیوں کہ سائبر مجرموں کو صرف ایک افشا شدہ پاس ورڈ ہی کافی ہوتا ہے تاکہ وہ ای میل ایڈریسز اور دیگر ذاتی معلومات تک رسائی حاصل کر سکیں (پکسابے)

میسیا وسکائیٹ نے کہا کہ 'بہت سے صارفین پاس ورڈ کا حصہ بنانے کے لیے کوئی نام منتخب کرتے ہیں۔ ہم نے ڈیٹا سیٹ کا 2025 کے 100 مقبول ترین ناموں کے ساتھ موازنہ کیا اور یہ حیران کن حقیقت سامنے آئی کہ ان ناموں کے پاس ورڈز میں شامل ہونے کا امکان 17 فیصد تک ہے۔'

دیگر صارفین نے ایسے مثبت الفاظ کو چنا جیسے 'love' جو تحقیق میں شامل 17 کروڑ 70 لاکھ پاس ورڈز میں پایا گیا اور 'sun' جو تین کروڑ 40 لاکھ پاس ورڈز میں استعمال ہوا۔

تحقیق میں یہ بھی انکشاف ہوا کہ گالیوں یا نازیبا الفاظ والے پاس ورڈز بھی عام ہیں۔

میسیا وسکائیٹ کے مطابق: 'ایسا لگتا ہے کہ گالی یا ناپسندیدہ الفاظ پر مبنی پاس ورڈز شاید کم ہوں لیکن حقیقت میں یہ بہت زیادہ استعمال کیے جاتے ہیں۔ اکثر لوگ انہیں یاد رکھنے یا ذاتی بنانے کی کوشش میں منتخب کرتے ہیں، تاہم ایسے الفاظ ہیکرز کے استعمال کردہ ورڈ لسٹس میں عام ہوتے ہیں اور اکاؤنٹ کی سکیورٹی کے لیے ایک بڑا خطرہ بن سکتے



ہیں۔'

سائبر نیوز کے ماہرین کے مطابق آن لائن پاس ورڈ کیسے استعمال کیے جائیں؟

۔ آن لائن پاس ورڈ مینجمنٹ کو محفوظ بنانے کے لیے ضروری ہے کہ مختلف اکاؤنٹس کے لیے منفرد اور مضبوط پاس ورڈ استعمال کیا جائے۔

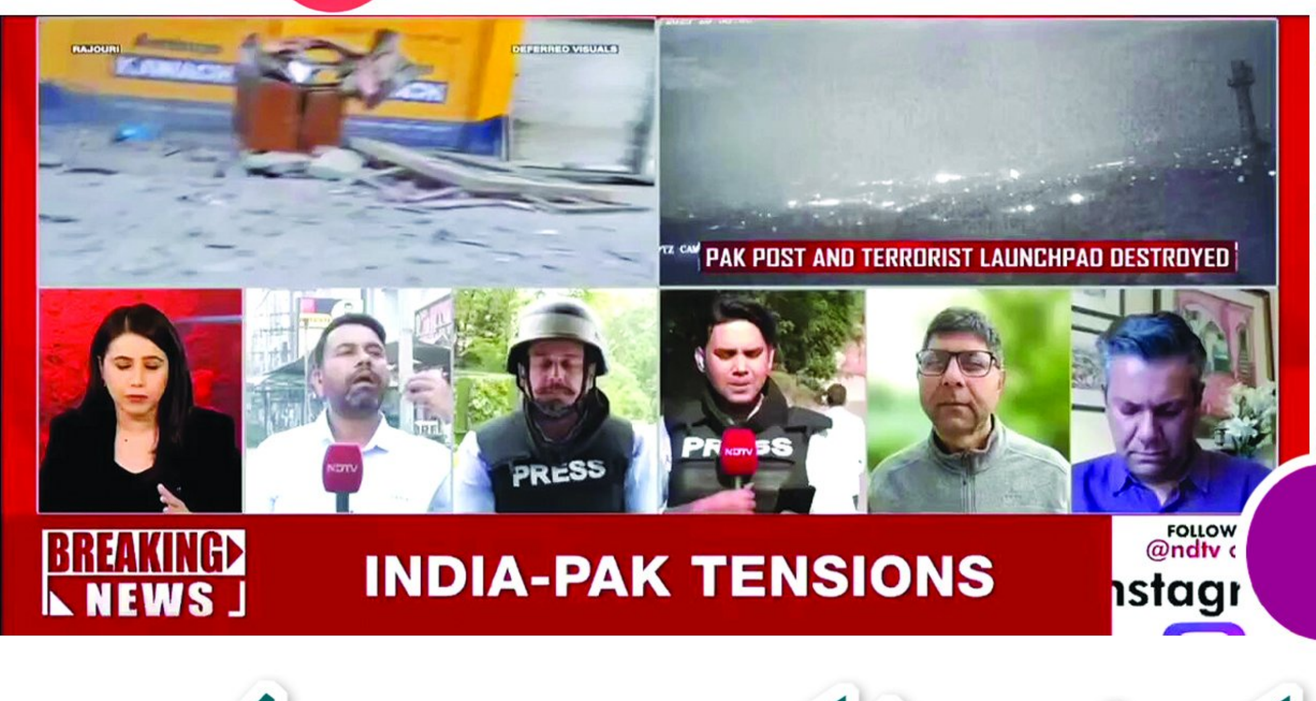
۔ پاس ورڈ کبھی بھی دوبارہ استعمال نہ کیا جائے۔

۔ پاس ورڈ کم از کم 12 حروف پر مشتمل ہونا چاہیے اور اس میں بڑے اور چھوٹے حروف، اعداد اور کم از کم ایک خاص علامت ضرور شامل ہونی چاہیے۔

۔ جہاں ممکن ہو دو یا زیادہ مراحل پر مبنی توثیق (ملٹی فیکٹر آتھنٹیکیشن) کو ضرور فعال کریں تاکہ اگر پاس ورڈ لیک ہو بھی جائے تو خطرہ کم رہے۔

۔ اکاؤنٹس تک رسائی کا باقاعدگی سے جائزہ لیں۔ سکیورٹی کا باقاعدہ آڈٹ کریں۔ نظر رکھیں اور کوائف لیک ہونے کی صورت میں ردعمل کا اظہار کریں۔

OOO





'لاہور تباہ ہونے والا تھا': انڈین میڈیا پر فیک نیوز کی بھرمار



انڈیا کی جانب سے پاکستان پر حملے کے بعد گذشتہ تین روز سے جاری کشیدگی کے دوران نہ صرف انڈین سوشل میڈیا صارفین بلکہ انڈیا کے انتہائی معروف اور مقبول ترین ٹیلی وژن چینلز اور اخبارات پر پاکستان سے متعلق کئی جعلی خبروں (فیک نیوز) کی بھرمار ہے۔

پاکستانی وزرات اقتصادی امور کی جانب سے دنیا کو قرضے کی اپیل، پاکستان کے ایف16 لڑاکا طیارے کو مار گرانے، لاہور پر حملے کی ویڈیوز، انڈین بحریہ کی جانب سے کراچی بندرگاہ پر حملے، انڈین فورسز کے اسلام آباد پہنچنے، پاکستانی وزیراعظم کے گھر کے باہر دھماکے، پاکستان کے چیف آف آرمی سٹاف جنرل عاصم منیر کو حراست میں لیے جانے، پاکستان کے کئی شہروں میں لاک ڈاؤن لگنے اور بلیک آؤٹ ہونے سمیت کئی خبریں انڈین میڈیا پر چلتی رہیں، جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

1999 میں قائم ہونے والا 'زی نیوز' چینل انڈیا سمیت دنیا بھر میں خبروں، حالاتِ حاضرہ، سیاست، کھیل اور دیگر موضوعات پر نشریات فراہم کرتا ہے اور اسے انڈیا کے مقبول ترین نیوز چینلز میں شمار کیا جاتا ہے۔

'زی نیوز' نے جمعے کی صبح اپنی ہیڈ لائنز اور بعد میں ویب سائٹ پر ایک خبر بریک کی، جس میں کسی ذریعے یا حکومتِ پاکستان کے بیان کا حوالہ دیے بغیر کہا گیا: 'انڈیا کے پاکستان پر بڑے حملے کے بعد پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد سمیت لاہور، سیالکوٹ میں مکمل لاک ڈاؤن کر دیا گیا اور پاکستان نے اپنے شہریوں سے کہا کہ وہ گھروں میں رہیں اور تمام لائٹس بند کر کے بلیک آؤٹ کریں۔'

خبر میں مزید بتایا گیا کہ انڈیا کی جانب سے پاکستان پر حملے کے بعد سیالکوٹ، لاہور، کراچی اور اسلام آباد سمیت کئی پاکستانی شہروں میں افراتفری پھیل گئی ہے۔ اس کے علاوہ انڈین میزائلوں نے پاکستان کے کئی اہم شہروں کو نشانہ بنایا، جس کے بعد اسلام آباد نے تمام پروازوں کے لیے اپنی فضائی حدود بند کرنے کا اعلان کیا۔

یہ خبر نہ صرف زی نیوز بلکہ دیگر انڈین چینلز اور کئی اخبارات کی ہیڈ لائن بھی بنی۔

زی نیوز نے 'پاکستانی چیف آف آرمی سٹاف جنرل عاصم منیر کو حراست میں لینے' کی خبر بھی بریک کی۔

اس خبر میں ذرائع کا نام یا پاکستانی حکومت کے سرکاری بیان کا حوالہ دیے بغیر کہا گیا کہ 'انڈیا کے ساتھ تصادم شروع کرنے پر پاکستان کے چیف آف آرمی سٹاف جنرل عاصم منیر کو پاکستانی حکام نے حراست میں لے لیا ہے اور جنرل ساحر شمشاد مرزا کو ان کے ممکنہ متبادل کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔'

اس کے علاوہ گذشتہ رات انڈین ذرائع ابلاغ نے ایک اور جعلی خبر بھی بریک کی، جس میں دعویٰ کیا گیا کہ گذشتہ رات انڈین بحریہ نے کراچی بندرگاہ پر حملہ کر کے بھاری نقصان پہنچایا۔ یہ خبر مکمل طور پر بے بنیاد اور غلط ثابت ہوئی ہے۔ پاکستانی حکام نے اس خبر کی سختی سے تردید کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ کراچی پورٹ پر حالات مکمل طور پر معمول کے مطابق ہیں اور کسی قسم کا کوئی حملہ نہیں ہوا۔

پاکستان کی وفاقی میری ٹائمز افیئرز کی وزارت کے جانب سے جاری بیان میں کہا گیا کہ کراچی پورٹ ٹرسٹ (کے پی ٹی) کے آفیشل ٹوئٹر اکاؤنٹ کو انڈین ہیکرز نے ہیک کر کے فیک نیوز جاری کی تھی۔ بعدازاں کے پی ٹی نے اکاؤنٹ کو بحال کر دیا گیا۔

بیان کے مطابق کے پی ٹی کی جانب سے آگاہ کیا جاتا ہے کہ پورٹ پر کارگو ہینڈلنگ معمول کے مطابق جاری ہے۔ کسی قسم کا نقصان وقوع پذیر نہیں ہوا اور پورٹ پر حالات معمول کے مطابق ہیں۔

اس کے علاوہ انڈین میڈیا نے جمعے کی صبح پاکستان کی وزرات اقتصادی امور کے آفیشل ایکس اکاؤنٹ پر ایک پوسٹ کو لے کر خبریں بنا ڈالیں۔ اس پوسٹ میں لکھا گیا تھا: 'حکومت پاکستان اپنے بین الاقوامی شراکت داروں سے دشمن کے ہاتھوں بھاری نقصان کے بعد مزید قرضوں کی اپیل کرتی ہے۔ بڑھتے ہوئے حملوں کے نتیجے میں سٹاک مارکیٹ کے کریش ہونے کے بعد کشیدگی کم کرنے میں مدد کریں۔'

تاہم میڈیا کو جاری کیے گئے پاکستانی وزرات اقتصادی امور کے ترجمان کے بیان میں کہا گیا کہ وزارت کا اکاؤنٹ ہیک ہو گیا تھا، جسے فی الحال غیر فعال کروا دیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ کئی شہروں میں کئی سال پہلے لگنے والی آگ کی ویڈیوز کے ساتھ خبر دی گئی کہ پاکستان کے فلاں شہر میں انڈیا کے حملے کے بعد کے مناظر۔'

بعض انڈین صارفین بھی سوشل میڈیا پر اپنے نیوز چینل کی جعلی خبروں پر تنقید کرتے نظر آئے۔

انڈین یوٹیوبر اور سوشل میڈیا ایکٹیوسٹ دھرو راٹھی، جو دائیں بازو سے تعلق رکھنے والے انڈین میڈیا کو آشکار کرنے والی ویڈیوز کی وجہ سے مشہور ہیں، نے ایکس پر انڈین نیوز چینل کی خبروں کی ویڈیو شیئر کرتے ہوئے لکھا: 'ان چینلز کو اپنے ٹوئٹر اکاؤنٹس سے بلاک کریں۔ ان فیک نیوز چینلز کو دوبارہ کبھی مت دیکھیں۔'

انڈین سرمایہ کار اور مصنف بسنت مہیشواری نے ایکس پر اپنے میڈیا چینلز کے جھوٹے دعوؤں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا: 'میں نے کبھی بھی اپنی ٹویٹس ڈیلیٹ نہیں کیں لیکن آج میں وہ ساری ٹویٹس ڈیلیٹ کر رہا ہوں جو میں نے انڈین میڈیا چینلز کے دعوؤں کی تصدیق کیے بغیر کیں۔'

انہوں نے مزید لکھا: 'میں دکھ محسوس کر رہا ہوں، ٹویٹس کرنے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لیے کہ میں نے جو کچھ دیکھا، اس پر غلط یقین کر لیا۔'

دوسری جانب پاکستان میں سوشل میڈیا صارفین کو انڈین ذرائع ابلاغ کا مذاق اڑاتے دیکھا گیا۔

ثقلین حیدر نامی صارف نے انسٹاگرام پر پوسٹ کی گئی ویڈیو میں کہا کہ 'لاہور تباہ ہونے ہی والا تھا، میں نے ریموٹ پکڑ کر اپنے نیوز چینل لگا لیے۔'

'نیشنل سکیورٹی خطرہ':

کئی پاکستانی یوٹیوب چینلز انڈیا میں بلاک



انڈین حکومت نے متعدد پاکستانی یوٹیوبرز اور نجی ٹیلی ویژن چینلز کے یوٹیوب چینلز کو 'نیشنل سکیورٹی کو خطرے' کے تحت اپنے ملک میں بلاک کر دیا ہے۔

مختلف پاکستانی یوٹیوبرز اور ٹی وی چینلز نے پیر کو انڈپینڈنٹ اردو کو اس بات کی تصدیق کی ہے کہ ان کے یوٹیوب چینلز کو انڈیا میں بلاک کر دیا گیا ہے۔

انڈین ٹی وی چینل این ڈی ٹی وی پر دکھائی جانے والی فہرست میں 16 مختلف یوٹیوب چینلز کا ذکر ہے جنہیں انڈیا میں بلاک کر دیا گیا ہے۔

ان چینلز میں ٹی وی چینلز کے علاوہ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز، سیاست اور کھیل کے اکاؤنٹ اور پوڈکاسٹ کے چینل شامل ہیں۔

فہرست کے مطابق نیوز ٹی ویل چینلز میں ڈان نیوز، سماٹی وی، اے آر وائی، بول، جیو، جی این این اور سنو نیوز کے یوٹیوب اکاؤنٹ بلاک کیے گئے ہیں۔

جن صحافیوں یا یوٹیوبرز کے یوٹیوب چینلز بلاک کیے گئے ہیں ان میں ارشاد بھٹی، عمر چیمہ، عاصمہ شیرازی، منیب فاروق اور رضوان رضی شامل ہیں۔

ان کے علاوہ سپورٹس چینلز میں سما سپورٹس اور عزیر کرکٹ شامل ہیں، جب کہ ڈیجیٹل پلیٹ فارم رفتار اور پوڈکاسٹر شہزاد غیاث کا 'دی پاکستان ایکسپیرینس' بھی بلاک کیے گئے ہیں۔

صحافی عمر چیمہ نے اس حوالے سے انڈپینڈنٹ اردو کو چینل بلاک ہونے کی تصدیق کرتے ہوئے ایکس پر اپنی پوسٹ کا حوالہ بھی بھیجا، جس میں ان کا کہنا تھا کہ 'انڈین حکومت نے غیر منصفانہ طور پر مجھے سینسر کرتے ہوئے میرا یوٹیوب اکاؤنٹ بلاک کیا ہے۔'

انہوں نے اتوار کو اپنے چینل پر جاری ہونے والی ویڈیو بھی شیئر کی جو ان کے مطابق چینل کے بلاک ہونے کا سبب بنی۔

عمر چیمہ کی جانب سے یوٹیوب کی ای میل بھی جاری کی گئی جس میں کہا گیا ہے کہ انہیں انڈیا کی حکومت کی جانب سے 'نیشنل سکیورٹی یا امن عامہ' کے حوالے سے حکم ملا ہے جس کے بعد ان کا چینل انڈیا میں بلاک کر دیا گیا ہے۔

یوٹیوب سے اس حوالے سے رابطے کے سوال پر عمر چیمہ نے انڈپینڈنٹ اردو کو بتایا کہ 'ابھی اس حوالے سے سوچ رہے ہیں کہ کیا جواب دیا جائے۔'

صحافی اور اینکر منیب فاروق نے بھی انڈپینڈنٹ اردو کو تصدیق کی کہ ان کے چینل کو انڈیا میں بلاک کر دیا گیا ہے۔

انہوں نے طنزاً کہا: 'لگتا ہے کہ میں انڈین نیشنل سکیورٹی کے لیے خطرہ ہوں۔'

صحافی اور اینکر عاصمہ شیرازی نے ابھی اپنے چینل کے انڈیا میں بلاک ہونے کی تصدیق انڈپینڈنٹ اردو کو کی۔

شہزاد غیاث نے بھی اپنی پوڈکاسٹ 'دی پاکستان ایکسپیرینس' کے بلاک ہونے کی تصدیق کی۔

یوٹیوب سے رابطے کے سوال پر انہوں نے کہا کہ ابھی تک انہوں نے یوٹیوب سے رابطہ نہیں کیا۔

پہلگام میں سیاحوں پر حملے کے بعد سے انڈین حکومت نے متعدد پاکستان مخالف اقدامات کیے ہیں اور یوٹیوب چینلز کو بلاک کیے جانے انہیں اقدامات کا تسلسل لگتا ہے۔

فہرست میں شامل تمام چینلز کو انڈیا بیسڈ وی پی این کے ذریعے ان تک رسائی کی کوشش کی گئی مگر وہ بلاک ملے۔ ان چینلز کو کھولتے ہی پیغام موصول ہوتا ہے کہ 'یہ مواد اس وقت حکومت کی جانب سے نیشنل سکیورٹی اور امن عامہ کے حوالے سے حکم نامے کے باعث ا؟پ کے ملک میں دستیاب نہیں۔'

انڈپینڈنٹ اردو نے اس معاملے پر یوٹیوب (گوگل) سے رابطہ کیا ہے۔ جیسے ہی ان کی جانب سے جواب موصول ہوگا اسے شامل کر دیا جائے گا۔

تاہم انڈیا میں رہنے والے صارفین وی پی این کا استعمال کر کے بلاک چینلز تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

جمعرات کی شب پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی کو تباہ کرنے، ایف 16 لڑاکا طیارے گرائے جانے اور انڈین نیوی کی جانب سے کراچی بندرگاہ پر پاکستان نیوی کے جہازوں کو نشانہ بنائے جانے والی فیک نیوز کے بعد انڈین ذرائع ابلاغ پر جمعہ کی صبح پاکستان سے متعلق جن 'خبروں' نے جگہ بنائی وہ بھی کافی دلچسپ ہیں۔

اسی طرح جمعہ کی صبح ہی کراچی پورٹ کے ایکس اکاؤنٹ سے بھی ٹویٹ کی گئی تھی کہ انڈین حملے کے بعد بندرگاہ کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ تاہم بعدازاں متعلقہ حکام کی جانب سے بتایا گیا کہ کراچی پورٹ ٹرسٹ کا آفیشل اکاؤنٹ ہیک کرلیا گیا ہے۔

کراچی پورٹ ٹرسٹ کی جانب سے جاری اعلامیے میں کہا گیا کہ کو تباہ کرنے، انڈین افواج کے پاکستان کے زیر انتظام کشمیر میں داخل ہونے اور انڈیا کی جانب سے پاکستان کے کئی لڑاکا طیارے گرائے جانے اور پائلٹس گرفتار کرنے جیسی بے بنیاد خبریں چلائی جاتی رہیں۔

انڈیا کے میڈیا میں یہ دعویٰ بھی کیا گیا کہ انڈین نیوی نے کراچی پورٹ کو نشانہ بنایا جس میں پاکستان کے 10 جہاز تباہ ہوگئے ہیں۔

وزارت اقتصادی اُمور کے ہیک شدہ اکاؤنٹ سے قرض کی اپیل اور کراچی پورٹ کی تباہی کی خبر:

'انڈین میڈیا آؤٹ آف کنٹرول ہو چکا ہے'



انڈیا کے بڑے میڈیا اداروں نے پاکستان سے متعلق یہ خبریں شائع کیں کہ انڈیا، پاکستان کشیدگی میں ہونے والے حالیہ نقصانات کے بعد پاکستان نے اپنے بین الاقوامی شراکت داروں سے 'مزید قرض دینے اور کشیدگی کو کم کروانے میں مدد کی اپیل کی ہے۔'

اسی طرح ایک اور خبر ایک حکومتی ادارے 'کراچی پورٹ ٹرسٹ' کے حوالے سے دی گئی جس میں بتایا گیا کہ پاکستانی حکام نے کراچی پورٹ کو پہنچنے والے نقصانات کی تفصیل جاری کر دی ہے اور یہ کہ پورٹ کو انڈین حملے میں شدید نقصان پہنچا ہے۔

یہ خبریں پوسٹ ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد سوشل میڈیا پر اس حوالے سے بازگشت شروع ہوگئی اور یہ خبریں بڑے پیمانے پر شیئر کی جانے لگیں۔

اس معاملے کی ابتدا جمعہ کی صبح ہوئی جب پاکستان میں وزارت برائے اقتصادی اُمور اور کراچی پورٹ ٹرسٹ کے ہیک ہو جانے والے آفیشل 'ایکس' اکاؤنٹس سے چند ٹویٹس کی گئیں۔

وزرات اقتصادی اُمور کے آفیشل ایکس اکاؤنٹ سے جمعہ کی صبح یہ ٹویٹ کی گئی کہ 'دشمن کے ہاتھوں بھاری نقصان کے بعد حکومت پاکستان بین الاقوامی شراکت داروں سے مزید قرضوں کی اپیل کرتی ہے۔ بڑھتی جنگ اور سٹاک کریش کے درمیان ہم بین الاقوامی شراکت داروں پر زور دیتے ہیں کہ وہ کشیدگی کم کرنے میں مدد کریں۔'

یہ ٹویٹ اس اکاؤنٹ پر لگ بھگ تین گھنٹے تک موجود رہی۔ بعدازاں وزارت کے ترجمان کی جانب سے جاری کردہ بیان میں کہا گیا ہے کہ وزارت کا اکاؤنٹ ہیک ہوگیا جس کا کنٹرول حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کچھ دیر بعد آگاہ کیا گیا کہ ہیک ہونے والا اکاؤنٹ فی الحال ڈی ایکٹیویٹ (غیر فعال) کروایا گیا ہے۔

بیان کے مطابق 'دشمن نے ایکس اکاؤنٹ ہیک کر کے پاکستان انڈیا کشیدگی کے حوالے سے نامناسب پوسٹ کی اور عالمی اداروں کے سامنے پاکستان کو بدنام کرنے کی سازش کی۔'

'انڈیا کی جانب سے اکاؤنٹ ہیک کر کے فیک نیوز چلائی گئی تاہم اب اکاؤنٹ کو بحال کرلیا گیا ہے۔' بیان کے مطابق 'پورٹ پر کارگو ہینڈلنگ معمول کے مطابق جاری ہے اور کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا۔'

ہیک شدہ اکاؤنٹس سے کی جانے والی ان ٹویٹس کے ردعمل میں نا صرف انڈین صارفین نے اِن پر دھڑا دھڑ تبصرے شروع کر دیے، وہیں انڈیا میڈیا کے کئی بڑے اداروں نے بغیر کسی تصدیق کے یہ خبریں چلانا شروع کر دیں۔

ایک انڈین صارف نے ایکس پر لکھا کہ 'پاکستان کے پاس پیسے صرف دو دن میں ہی ختم ہوگئے۔'

ایک اور صارف نے طنزیہ انداز میں لکھا کہ 'کیا اگلی ٹویٹ میں کیو آر کوڈ شیئر کیا جائے گا۔'

تاہم بہت سے ایسے صارفین بھی تھے جو اس صورتحال میں لوگوں کو فیک نیوز آگے نہ بڑھانے کا مشورہ دیتے ہوئے اور اس نوعیت کی خبریں چلانے پر تنقید کرتے رہے۔

ایوش تیواری نامی ایک صارف نے لکھا کہ 'انڈین چینلز اب آؤٹ آف کنٹرول ہو چکے ہیں۔ ہر چند منٹ بعد 'بڑی خبر' کے نام پر بریکنگ نیوز چلائی جا رہی ہے جس میں نہ تفصیلات ہوتی ہیں اور نہ ہی خبر کا ذریعہ واضح کیا جاتا ہے۔'

پریتک سنہا نے گذشتہ روز انڈین میڈیا میں پاکستان سے متعلق ہونے والی کوریج کے بعد لکھا کہ 'کل صبح جب بطور قوم ہماری آنکھ کھلے گی تو ہم محسوس کریں گے کہ ہم کتنے احمق تھے کہ سراسر غلط معلومات کے جال میں آ گئے۔'

پاکستان اور انڈیا کے درمیان جاری کشیدگی نے غلط معلومات کے پھیلاؤ کی ایک نئی لہر کو جنم دیا ہے۔

جمعرات اور جمعے کی رات بھی انڈین چینلز میں پاکستان کے شہر کراچی

اس سے قبل سات مئی کو ہونے والے انڈین حملوں کے بعد غلط معلومات پر مبنی ایسی وائرل ویڈیوز موجود ہیں جن کو اب تک لاکھوں افراد دیکھ چکے ہیں۔

بی بی سی ویریفائی نے ایسی ہی بعض ڈرامائی ویڈیوز کی تحقیق کی جن میں انڈین فوجی اڈے پر حملے اور پاکستان میں انڈین جنگی طیارے کو مار گرائے جانے کا دعویٰ کیا جا رہا ہے۔

سماجی رابطے کی ویب سائٹ ایکس پر ایسی ہی ایک چار لاکھ سے زیادہ بار دیکھی جانے والی ویڈیو میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ پاکستان کے جوابی حملے سے ہونے والے دھماکے کی فوٹیج ہے۔ درحقیقت سال 2020 کا یہ ویڈیو کلپ لبنان کے شہر بیروت کی بندرگاہ پر ہونے والے دھماکے کی ویڈیو تھی۔

ایکس پر سب سے زیادہ وائرل ہونے والی ویڈیوز میں سے ایک ویڈیو، میں دعویٰ کیا گیا کہ انڈیا کے حملوں سے پاکستان کے زیر انتظام کشمیر میں ہونے والے دھماکوں کی فوٹیج ہے۔ اس کلپ کو صرف چند گھنٹوں میں 30 لاکھ سے زیادہ بار دیکھا گیا۔

گوگل پر اس ویڈیو کے سکرین شارٹس کو جانچا گیا تو پتا چلا کہ یہ دراصل 13 اکتوبر 2023 کی غزہ کی پٹی پر اسرائیلی حملوں کی ایک ویڈیو تھی۔

ایک ویڈیو جسے سوشل پلیٹ فارم ایکس ہر چھ لاکھ سے زیادہ بار دیکھا گیا، میں دعویٰ کیا گیا کہ 'پاکستانی فوج نے انڈین بریگیڈ ہیڈ کوارٹر کو دھماکے سے اڑا دیا۔'

اندھیرے میں فلمایا گیا یہ کلپ دراصل گزشتہ ماہ یوٹیوب پر گردش کرنے والی ایک غیر متعلقہ ویڈیو کا ہے۔

ایسی ہی بعض پوسٹس میں شیئر کی جانے والی تصاویر میں دعویٰ کیا گیا کہ یہ تصاویر پاکستان کی فضائیہ کی طرف سے چھ مئی 2025 کے ابتدائی اوقات میں انڈین فارورڈ ایئر بیسز کو نشانہ بنانے کے آپریشن کی ہیں۔

درحقیقت یہ تصاویر ویڈیو گیم 'بیٹلڈ گیم تھری' کی سکرین شارٹس تھیں۔



پاکستان میں گرایا گیا اسرائیلی ساختہ ہروپ ڈرون کیا ہے اور فضا میں اس کی نشاندہی کرنا مشکل کیوں ہے؟

پاکستان اور اس کے زیرِ انتظام کشمیر کے متعدد علاقوں پر انڈیا کے میزائل حملوں کے تقریباً 36 گھنٹوں کے بعد ایک بار پھر دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی اس وقت بڑھی جب انڈیا کی جانب سے پاکستان کے مختلف شہروں میں دراندازی کی کوشش کے دوران پاکستانی فوج نے متعدد ڈرونز مار گرانے کا دعویٰ کیا۔

جمعرات کو پاکستانی فوج کی جانب سے جاری کیے جانے والے ایک بیان میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ اب تک سافٹ کِل (تکنیکی طریقے سے) اور ہارڈ کِل (ہتھیاروں کے ذریعے) سے 25 اسرائیلی ساخت کے ہیروپ ڈرونز کو مار گرایا گیا ہے۔

اس سے قبل پاکستانی فوج کے ترجمان کا کہنا تھا کہ 'انڈیا نے پاکستانی حدود کی دوبارہ خلاف ورزی کرتے ہوئے لاہور، گوجرانوالہ، چکوال، اٹک، راولپنڈی، بہاولپور، میانوچھور اور کراچی کی جانب ڈرون بھیجے، جنھیں تباہ کر دیا گیا۔'

دوسری جانب پاکستان کی جانب سے انڈیا پر ڈرونز کے ذریعے دراندازی کرنے اور اس دوران متعدد ڈرونز گرانے کے دعوے کے بعد انڈیا کا کہنا ہے کہ یہ کارروائی پاکستان کی بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب انڈین تنصیبات کو نشانہ بنانے کی کوشش کا جواب تھا۔

انڈیا کی وزاتِ دفاع کی جانب سے جمعرات کو جاری کیے گئے بیان میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ سات اور آٹھ مئی کی درمیانی شب پاکستان نے ڈرونز اور میزائلوں کی مدد سے شمالی اور مغربی انڈیا میں متعدد عسکری اہداف کو نشانہ بنانے کی کوشش کی۔

انڈیا کا کہنا ہے کہ پاکستان نے جن مقامات پر اہداف کو نشانہ بنانے کی کوشش کی ان میں آدمپور، بھٹنڈہ، چندی گڑھ، نال، پھالودی، اترلائی اور بھوج شامل ہیں۔

بیان میں یہ دعویٰ بھی کیا گیا ہے 'پاکستانی حملے کے جواب میں انڈین فوج نے پاکستان میں ایئر ڈیفینس ریڈارز اور دفاعی نظام کو نشانہ بنایا اور یہ کہ انڈیا کا جواب پاکستان کے اقدام کا اسی شعبے میں اسی شدت سے دیا گیا جواب ہے۔'

انڈیا نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ اس کارروائی میں لاہور میں موجود ایک ایئر ڈیفینس سسٹم ناکارہ بنا دیا گیا۔

پاکستانی فوج یا حکومت کی جانب سے تاحال انڈین دعوؤں پر کوئی ردعمل سامنے نہیں آیا تاہم جمعرات کی دوپہر پاکستانی فوج کے ترجمان نے جن علاقوں میں انڈین ڈرونز گرانے کا دعویٰ کیا تھا ان میں لاہور بھی شامل تھا۔

اس سب میں ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہروپ ڈرونز کیا ہیں؟ ریڈار پر ان کی نشاندہی مشکل کیوں ہے؟ اور انڈیا کا پاکستان میں ڈرونز بھیجنے کا مقصد کیا ہوسکتا ہے؟

ہروپ ڈرون کیا ہے؟

ہروپ دراصل ایک اسرائیلی ڈرون ہے جسے اسرائیل ایروسپیس انڈسٹریز (آئی اے آئی) کے ایم بی ٹی میزائل ڈویژن نے بنایا ہے۔

آئی اے آئی کی ویب سائٹ پر موجود معلومات کے مطابق ہروپ ہائی لیول اہداف جیسے کہ جنگی کشتیوں، کمانڈ پوسٹس، سپلائی ڈپو، ٹینکس اور ایئر ڈیفینس سسٹمز کو نشانہ بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

آئی اے آئی کے مطابق ہروپ ڈرون کسی بھی علاقے میں تقریباً نو گھنٹوں تک اپنے ہدف کا پیچھا کرنے اور اس کو نشانے بنانے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔

'ہروپ میں گائیڈڈ ڈوپین سسٹم نصب ہوتا ہے جس کا مشن اس کا آپریٹر کنٹرول کرتا ہے اور ضرورت پڑنے پر اس مشن کا اختتام بھی کیا جا سکتا ہے۔'

ویپنز سسٹم پر ریسرچ کرنے والے ادارے آٹومیٹڈ ڈیسیژن ریسرچ کے مطابق ہروپ ڈرون کی رفتار 225 ناٹس ہے اور یہ اپنے آپریٹر سے تقریباً ایک ہزار کلومیٹر دور تک پرواز کر سکتا ہے جبکہ اس میں 23 کلوگرام تک دھماکہ خیز مواد لے جانے کی بھی صلاحیت موجود ہے۔

ہروپ ڈرونز کو کسی لانچر کی مدد سے ہوا میں چھوڑا جاتا ہے۔ اس میں الیکٹرو آپٹیکل سینسرز نصب ہیں جو کسی بھی 'حرکت کرتے ہدف' کی نگرانی کرنے کے ساتھ ساتھ ریڈارز کو بند کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔













انھوں نے کہا کہ 'اس طرح کے ڈرونز میں دو، تین کلو دھماکہ خیز مواد نصب کیا جا تا ہے اور یہ کہیں بھی گر کر پھٹ سکتے ہیں۔ ان میں روٹرز اور بلیڈ بھی نصب ہوتے ہیں جس سے نقصان ہوسکتا ہے۔'

ڈرونز نہ صرف جدید دور کی جنگوں میں دشمن پر حملوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں بلکہ ان سے جاسوسی بھی کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر عادل سلطان کہتے ہیں کہ ڈورنز کا پہلا مقصد تو جاسوسی کرنا ہی ہوتا ہے لیکن انڈیا نے جو ڈرونز بھیجے ہیں وہ 'آرٹیفشل انٹیلیجنس سے چلنے والے نہیں لگتے اور نہ ہی ان میں کیمرے نصب نظر آئے۔'

'میرا نہیں خیال کے یہ ڈرونز ریئل ٹائم میں کوئی انفارمیشن بھیجنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔'

انڈیا کی جانب سے پاکستان میں ڈرونز کے ذریعے دراندازی کی کوشش اور پاکستانی فوج کی جانب سے انھیں مار گرانے پر بی بی سی کے نامہ نگار نیاز فاروقی سے بات کرتے ہوئے انڈین فوج کے سابق بریگیڈیئر راہول بھونسلے کہتے ہیں کہ 'فی الحال یہ بتانا مشکل ہے کہ یہ ڈرونز ہتھیاروں یا دھماکہ خیز مواد سے لیس تھے یا محض نگرانی کرنے والے تھے۔'

وہ کہتے ہیں کہ 'ممکنہ طور پر انڈیا نے ڈرونز کو نگرانی کے لیے، پاکستان کی مستقبل کی منصوبہ بندی جاننے کے لیے یا انڈین حملوں میں ہونے والے نقصان کی تشخیص کے لیے بھیجا ہوگا۔'

وہ کہتے ہیں کہ جیسا کے پاکستانی فوج نے ان ڈرونز کے گرنے سے کم از کم ایک شخص کے ہلاک اور متعدد شہریوں کے زخمی ہونے کا بتایا ہے کہ تو یہ واضح نہیں ہے کہ یہ ڈرونز مسلح تھے یا ایسا ڈرون کے گولہ بارود سے ہوا۔

وہ کہتے ہیں کہ اگر نگرانی کرنے والے ڈرون نیچے گرتے ہیں تو زمین پر ان کا زیادہ اثر نہیں ہوتا ہے لیکن ان کے گرنے کی رفتار کی وجہ سے جانی نقصان ہوسکتا ہے۔

اس بارے میں کہنا تھا کہ 'بظاہر ایسا لگتا ہے کہ انڈیا نے ان ڈرونز کو پاکستان کی عسکری تنصیبات کی نگرانی کے لیے بھیجا ہے۔

انھوں نے مزید کہا کہ 'ان ڈرونز کو پاکستان بھیجنے کا مقصد پاکستان کے ریڈار سسٹمز اور ایئر ڈیفنس سسٹمز کے فٹ پرنٹس حاصل کرنا ہوسکتا ہے۔'

خیال رہے پاکستان نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے رافیل طیاروں سمیت انڈیا کے پانچ لڑاکا طیارے اور ایک ڈرون مار گرائے ہیں۔

ڈاکٹر عادل سلطان اس کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ انڈیا سمجھ گیا ہے کہ 'وہ اپنی مہنگی جنگی مشینری سے پاکستان پر حملہ نہیں کرسکتا اور اسی لیے اب وہ ڈرونز کا استعمال کر رہا ہے۔'

سوشل میڈیا پر یہ اطلاعات بھی چل رہی تھیں کہ انڈیا نے ڈرونز کے ذریعے پاکستان کے ایئر ڈیفینس سسٹم کو نشانہ بنایا ہے۔ تاہم ڈاکٹر عادل سلطان کا دعویٰ ہے کہ 'انڈیا کی جانب سے بھیجے گئے ڈرون کسی بھی ایئر ڈیفینس سسٹم کو تباہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔'

ہروپ ڈرون کو کسی بھی مشتبہ بیلسٹک میزائل سائٹ پر میزائل سائلوز کو نشانہ بنانے کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

یاد رہے کہ انڈیا گذشتہ کئی برسوں سے اسرائیل سے دفاعی مصنوعات خرید رہا ہے۔

خبر رساں ادارے روئٹرز کے مطابق گذشتہ انڈیا ایک دہائی میں دو ارب 90 کروڑ ڈالر کا عسکری ساز و سامان بشمول ریڈارز، جاسوسی کا ساز و سامان، ڈرونز اور میزائل اسرائیل سے خرید چکا ہے۔

ہروپ ڈرونز کو ریڈار پر تلاش کرنا مشکل کیوں؟

اس بارے میں ایرو ناٹیکل انجینئرنگ کے ماہر اور پاکستان فضائیہ کے سابق ایئر وائس مارشل اسد اکرام نے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح کے چھوٹے ڈرونز کو یقیناً ریڈارز پر تلاش کرنا اس لیے مشکل ہوتا ہے کیونکہ یہ زیادہ بلندی پر پرواز نہیں کرتے اور اس میں ریڈارز کو جام کرنے کی صلاحیت بھی موجود ہوتی ہے۔

ان کا کہنا تھا کہ امریکہ اور اسرائیل جیسے ممالک بھی ایسے چھوٹے ڈرونز کو دراندازی سے روکنے میں مشکل کا سامنا کرتے ہیں۔

ان کا کہنا تھا کہ 'یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ڈرونز ریڈار پر بالکل نظر نہیں آتے، یہ بالکل نظر آتے ہیں اور ان کو مار گرانے کے لیے صورتحال کے مطابق مختلف عسکری حکمت عملی اپنائی جاتی ہے۔'

انھوں نے کہا کہ 'اگر ہم آج کے واقعے کی بات کریں تو اس وقت گراؤنڈ پر موجود حکام ہی یہ بہتر بتا سکتے ہیں کہ انھوں نے ان کو مار گرانے کے لیے کن عسکری حکمت عملی کا انتخاب کیا ہے۔'

انڈیا کی جانب سے پاکستان میں ڈرونز بھیجنے کا مقصد کیا ہوسکتا ہے؟

پاکستانی فضائیہ کے ریٹائرڈ ایئر کموڈور اور اسلام آباد کی ایئر یونیورسٹی سے منسلک ڈاکٹر عادل سلطان کہتے ہیں کہ ظاہری طور پر 'انڈیا کا ڈرون بھیجنے کا مقصد پاکستان کو تنگ کرنا یا عوام میں خوف پیدا کرنا لگتا ہے۔'

انھوں نے بی بی سی اردو کو بتایا کہ انڈین ڈرونز سے پاکستان کا زیادہ نقصان نہیں ہوا ہے اور 'انڈیا کا مقصد صرف ان حملوں سے اپنے لوگوں کو خوش کرنا ہے۔'

ایئر وائس مارشل ریٹائرڈ اسد اکرام کا





گولہ باری، ڈرون حملوں یا جنگی صورتحال
میں آپ خود کو کیسے محفوظ رکھ سکتے ہیں؟







'ہمارے گاؤں میں زیادہ تر نوجوان خواتین اور بچے رات بھر روتے رہے، وہ بہت زیادہ سہم گئے تھے۔ ظاہر ہے اُن کی زندگیوں میں ایسی شدید گولہ باری پہلی بار ہوئی تھی۔ آخری مرتبہ 1999 میں اتنی شدید گولہ باری ہوئی تھی کہ گھروں کو پہنچنے والے نقصان کے باعث ہمیں نقل مکانی بھی کرنی پڑی تھی۔'

یہ کہنا ہے لائن آف کنٹرول پر واقع پاکستان کے زیرِ انتظام کشمیر کے گاؤں چکوٹھی کے رہائشی کفایت حسین کا۔ پاکستان اور انڈیا کے بیچ کشیدگی کے دوران 6 مئی کی رات انھوں نے اپنے اہلخانہ کے ہمراہ ایک زیرِ تعمیر کنکریٹ کے چھوٹے سے غسل خانے میں گزاری تھی۔

پاکستانی فوج کے ترجمان کے مطابق چھ مئی کی رات انڈیا نے پاکستان اور اس کے زیرِ انتظام کشمیر میں چھ مقامات پر مختلف اسلحہ استعمال کرتے ہوئے مجموعی طور پر 24 حملے کیے تھے۔ پاکستانی فوج کے ترجمان کے مطابق ان حملوں میں کم از کم 31 افراد ہلاک ہوئے جبکہ 57 زخمی ہوئے تھے۔ ان کے مطابق ہلاک ہونے والے تمام عام شہری تھے جن میں خواتین اور بچوں بھی شامل تھے۔

کفایت حسین بتاتے ہیں کہ 'ہم 20 لوگ تھے۔ خواتین اور بچوں کو اندر کی جانب رکھ کر ہم مرد دروازے کے پاس کھڑے تھے۔ سب نے رات کھڑے رہ کر گزاری۔'

چکوٹھی سمیت کشمیر کے زیادہ تر علاقوں میں سنہ 2005 کے زلزلے کے بعد زیادہ تر رہائشی مکانات کا بڑا حصہ ٹین کی چادروں سے بنا ہے اور گولہ باری کی صورت میں یہ محفوظ پناہ نہیں ہے کیونکہ گولی یا شیل با آسانی رہائشی مکانوں کو نشانہ بنا سکتے ہیں۔

کفایت حسین بتاتے ہیں 'جونہی گولہ باری ہوئی تو گھر میں موجود برتن اور چیزیں گرنے لگیں اور ساتھ ہی بچوں نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ خواتین کا بھی رو رو کر برا حال تھا، پھر ہم نے انھیں تسلی دی کہ ہم سب ساتھ ہیں کچھ نہیں ہوگا۔'

وہ کہتے ہیں کہ 'انھیں (بچوں کو) کو ایسی صورتحال میں حوصلہ کرنا سکھانا پڑے گا ورنہ تو یہ مستقبل میں علاقہ چھوڑنے کا سوچنے لگیں گے۔'

یہ کہنا کہ پاکستان کے زیرِ انتظام کشمیر میں لائن آف کنٹرول کے اطراف میں رہنے والے شہریوں کی زندگی مسلسل ٹراما اور غیر یقینی صورتحال کی منہ بولتی تصویر بنی ہوئی، غلط نہ ہوگا۔

وہ بتاتے ہیں کہ چکوٹھی میں کشیدگی تو 11 بجے سے شروع ہوگئی تھی اور ہلکی گولہ باری جاری تھی۔ 'ہم تو گیارہ بجے محفوظ جگہ جمع ہو گئے تھے۔ پھر رات ایک بجے کے بعد مظفر آباد سے خیریت پوچھنے کے لیے فون آئے تو پتا چلا وہاں بھی میزائل حملہ ہوا ہے۔ کچھ دیر میں چکوٹھی میں بھی گولہ باری شروع ہوگئی۔'

کفایت حسین کے مطابق اُن کا خاندان اس سے پہلے سنہ 1999 میں ہونے والی شدید گولہ باری میں ہوئے جانی نقصان کے بعد نقل مکانی کر چکا ہے۔ تب سیز فائر کے بعد بھی بہت سے علاقہ مکینوں کو واپس اپنے گھروں میں آباد ہونے میں ایک سے دو سال لگ گئے تھے۔ جس کی وجہ مکانات کی تباہی اور ان کے دلوں میں موجود خوف تھا۔

چھ مئی کو رات بھر چھوٹی سی جگہ میں خوف کے عالم میں کھڑے رہ کر کفایت اور ان کے اہلخانہ سبھی نڈھال تھے۔

کفایت حسین بتاتے ہیں کہ 'فجر کے وقت گولہ باری تھمی تو ہم نے ناشتہ بنانا شروع کیا۔ ابھی کچھ دیر گزری تھی کہ پھر سے گولہ باری شروع ہو گئی۔ ہم برتن لے کر دوبارہ کنکریٹ کے غسل خانے کی طرف بھاگے۔ صبح جب قدرے امن ہوا تو اردگرد کے بیشتر خاندان محفوظ مقامات کی طرف نقل مکانی کر گئے۔'

وہ بتاتے ہیں کہ 'لوگوں نے مرکزی سڑک کے بجائے پہاڑ سے اترنے کے لیے متبادل پگڈنڈیوں والے راستے یا پانی کی گزرگاہوں کا استعمال کیا۔ زیادہ مسئلہ معذور بچوں کو لے جانے میں ہوا۔ ہمارے دو گھرانوں میں ایک 15 اور ایک چھ سال کی بچی نہ بول سکتی ہیں نہ چل پھر سکتی ہیں۔ انھیں رشتے دار اٹھا کر لے گئے۔'

لیکن اب بھی کئی لوگ ہیں جو لائن آف کنٹرل کے ان علاقوں میں مقیم ہیں جہاں کشیدگی کے دوران وقفے وقفے سے گولہ باری اور شیلنگ ہوتی ہے۔

لائن آف کنٹرول پر موجود آبادی نے محفوظ رہنے کے لیے ماضی قریب میں بنکرز بنائے ہیں۔ لیکن زیادہ تر بنکرز یا تو خستہ حال ہیں یا مکمل ہی نہیں ہوئے۔ ان سب کی وجہ معاشی تنگ دستی اور مردوں کا علاقے میں نہ ہونا ہے۔

انڈیا کی جانب سے مظفر آباد، مریدکے، بہاولپور سمیت مختلف علاقوں میں حملوں کے بعد اب یہ صرف لائن آف کنٹرول کا مسئلہ نہیں رہا۔ اس لیے ہم نے جاننے کی کوشش کی ہے کہ بنکروں کی عدم موجودگی یا اچانک افتاد کی صورت میں شہری گولہ باری سے کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

گولہ باری کے خدشے والے علاقے میں محفوظ رہنے کے لیے کیا کریں؟

بی بی سی نے ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے اداروں اور ماہرین سے اس ضمن میں بات کی ہے۔ ان کے مطابق:

اگر ایسی اطلاعات ہوں کہ آپ کے علاقے میں گولہ باری ہو سکتی ہے تو اپنے گھر اور گاؤں میں محفوظ مقامات تلاش کریں۔ جیسا کہ بنکرز، تہہ خانے، مضبوط دیواریں، پہاڑ یا چٹان وغیرہ۔



جانوروں کے لیے ذخیرہ شدہ چارے کو گھر کی چھتوں پر نہ رکھیں۔ یہ گھر سے فاصلے پر محفوظ جگہ پر رکھیں تا کہ آگ لگنے کی صورت میں اس سے مزید آگ نہ پھیلے۔

ممکن ہو تو جنگی صورتحال سے پہلے ہی گھر میں یا قریب ہی بنکرز بنا لیں تا کہ ضرورت پڑنے پر اس میں بناہ لی جا سکے۔

اگر گولہ باری شروع ہو جائے تو کیا کریں؟

اگر آپ لائن آف کنٹرول کے ایسے علاقے میں ہی جہاں کسی بھی وقت کشیدگی کا خطرہ ہے یا نسبتاً محفوظ علاقے میں ہیں اور اچانک وہاں بھیں صورتحال خراب ہو جاتی ہے تو:

فائرنگ یا گولہ باری کی صورت میں دروازوں اور کھڑکیوں سے دور ہو جائیں۔ زمین پر لیٹیں اور رینگ کر کسی مفوظ جگہ تک جائیں۔

اگر آپ گاڑی میں ہیں تو گاڑی سے نکل کر اس سے دور محفوظ جگہ جانے کی کوشش کریں۔

اگر آپ کھلی جگہ پر ہیں تو فوراً پیٹ کے بل زمین پر لیٹ جائیں اور بازوؤں کا حصار بنا کر سر کو ڈھانپ لیں، یہ اندازہ لگائیں کہ گولہ باری کس طرف سے ہو رہی ہے پھر اس کے بعد محفوظ جگہ منتقل ہونے کی کوشش کریں۔ گولہ باری کی نوعیت کے حساب سے کسی مضبوط دیوار، درخت یا چٹان کے پیچھے چھپنے کی کوشش کریں۔





بڑے دھماکوں کی صورت میں لیٹ جائیں، سر کے اردگرد بازوؤں کا حصار بنا لیں اور ٹانگوں کو پیٹ کی طرف موڑ کر پیٹ اور سینے کی گرد حصار کریں تا کہ اہم اندرونی اعضا کو بچایا جا سکے۔

گولہ باری تھم جانے کے بعد کیا کریں؟

علاقے کے رضا کار آپس میں رابطے میں رہیں اور زخمیوں کو طبی مراکز تک پہنچانے کے لیے محفوظ اور پہلے سے طے شدہ راستوں کا انتخاب کریں۔

سکول اور تعلیمی ادارے کھلے ہونے کی صورت میں فائرنگ بند ہونے کے بعد سے بچوں کو سکول سے رخصت کریں اور بھگدڑ مچنے سے بچائیں۔ ممکن ہو تو والدین کو بلا کر بچے ان کے حوالے کر دیں۔

فائرنگ رک جانے کے بعد گولہ بارود کی باقیات اور مشکوک اشیا کو چُھونے یا ان کا معائنہ کرنے سے گریز کریں، کیونکہ ان میں کوئی ان پھٹا بارودی مواد ہو سکتا ہے جو پھٹ سکتا ہے اور اموات یا معذوری کا سبب بن سکتا ہے۔

شہری علاقوں میں ممکنہ خطرات اور ان سے بچاؤ

انڈیا اور پاکستان کی کشیدگی میں چونکہ اس بار شہری علاقوں کو بھی نشانہ بنائے جانے کی اطلاعات ہیں، اس لیے شہری آبادیوں میں رہنے والے بھی اس حوالے سے کافی پریشان ہیں۔ سوشل میڈیا پر شیئر ہونے والی ویڈیوز اور علاقے سے ملنے والے اطلاعات کے مطابق لوگ بڑی تعداد میں لوگ حملوں کے مقام کی طرف گئے تا کہ دیکھا جا سکے کہ وہاں کیا ہوا ہے؟

مظفر آباد میں محکمہ سول ڈیفنس کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر نوید الحسن بخاری کا کہنا ہے کہ ایسا کرنا قطعی درست نہیں۔

انھوں نے بی بی سی کو بتایا کہ جنگی صورتحال میں شہروں میں کیا خطرات ہو سکتے ہیں اور ان سے کیسے بچا جائے:

اگر میزائل یا مارٹر حملے کا نشانہ کوئی عمارت ہے تو قریبی لوگ سب سے پہلے اپنے اعصاب قابو میں رکھیں۔ بوکھلاہٹ کا شکار نہ ہوں، اپنی اور اپنے خاندان کی حفاظت یقینی بنائیں۔ بھگدڑ اور افراتفری اضافی خطرات کی وجہ بن سکتی ہے۔

بڑے دھماکوں کی صورت میں اکثر پہلے سے الرٹ بھی ہوتا ہے تو کوشش کریں کہ دروازوں اور کھڑکیوں سے دور رہیں۔ شیشوں پر ٹیپ یا چپکنے والی کوئی چیز لگائیں تا کہ کرچیاں بکھرنے سے زخمی ہونے کا خدشہ کم سے کم ہو۔

گھروں میں کم از کم ایک محفوظ کمرہ ضروری بنائیں یا مرکز میں موجود کسی کمرے کی نشاندہی کریں۔ حملے کی صورت میں سر اور اہم اعضا کو کسی چیز سے ڈھانپ لیں۔

محفوظ مقامات میں صاف پانی اور خشک خوراک کا ذخیرہ ضرور رکھیں جو کم از کم دو دن کے لیے کافی ہو۔

جو لوگ سڑکوں یا کھلی جگہ پر ہوں، وہ کسی محفوظ مقام کی اوٹ لیں۔ کوشش کریں سائن بورڈ یا کسی ایسے سٹرکچر سے دور ہٹ جائیں جس کے ٹوٹ کر گرنے کا خدشہ ہو۔

آگ لگنے یا شارٹ سرکٹ سے آتشزدگی کے خطرے سے نمٹنے کے لیے گھروں میں آگ بجھانے کے آلے ضرور رکھیں۔ اگر شہر میں گیس کی پائپ لائن کو نقصان پہنچا ہو تو وہاں سے دور ہو جائیں۔

شہری کیسے مددگار ہو سکتے ہیں؟

کفایت حسین بتاتے ہیں کہ کہ لائن آف کنٹرول پر رہنے والے اکثر ایسے حالات کا سامنا کرنے کے بعد ذہنی طور پر کافی تجربہ کار ہو چکے ہیں۔

وہ کہتے ہیں 'ہم نے تجربات سے فوری فرسٹ ایڈ دینا سیکھ لیا ہے۔ لوگ گھروں پر مرہم پٹی کا سامان رکھتے ہیں اور فوری امداد دے لیتے ہیں۔'

لیکن مسلسل گولہ باری یا اچانک حملوں کی صورت میں کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے اس بارے میں نوید الحسن کا بی بی سی سی بات کرتے ہوئے کہنا تھا۔

'مظفر آباد پر انڈیا کے حملے کے بعد مساجد میں اعلانات ہوئے کہ لوگ علاقہ سے نکل جائیں لیکن ایسا ہرگز نہ کریں۔ خوش قسمتی سے سول ڈیفنس کے رضا کاروں نے فوراً جا کر صورتحال سنبھال لی تھی۔'

انھوں نے وضاحت کی کہ 'ایسا کرنا زلزلے یا قدرتی آفت کی صورت میں تو مددگار ہو سکتا ہے لیکن جنگی صورتحال میں نہیں۔ ان حالات میں محفوظ پناہ گار میں رہنا ہی بہتر ہوتا ہے۔'

وہ بتاتے ہیں کہ کسی بھی قسم کے دھماکوں یا گولہ باری کی آواز قریب سے آنے کی صورت میں سب سے پہلے تو محفوظ گھروں سے باہر نکل کر حالات دیکھنے کی کوشش نہ کریں۔ ممکن ہے ایسا کرنے سے آپ کسی گولی، شیل یا بارودی مواد کا نشانہ بن جائیں۔

انھوں نے کہا کہ محکمہ شہری دفاع عام لوگوں کو اپنی تربیتی سیشنز میں جان بچانے کے بنیادی طریقے، ایمرجنسی میں ریسکیو کے طریقے، کسی عمارت میں پھنس جانے کی صورت میں باہر نکلنے کے طریقے اور زخمیوں کو ابتدائی طبی امداد دینا سکھاتا ہے۔

مظفر آباد میں محکمہ سول ڈیفنس کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر نوید الحسن بخاری نے تسلیم کیا کہ 'پاکستان میں عمومی طور پر لوگ سیفٹی کانشیئس نہیں ہیں۔'

ان کا کہنا تھا کہ 'ہمارے خیال میں اداروں کو اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس افرادی قوت کی بھی کمی ہے۔ تاہم ہمارا کام کرنے کا نظام کافی مددگار ثابت ہوتا ہے۔'

لیو چہاردہم: نئے منتخب ہونے والے پوپ رابرٹ پریوسٹ کون ہیں؟

سینٹ پیٹرز بیسیلیکا کی بالکونی سے ان کے نام کے اعلان سے قبل ہی مجمعے نے پوپ زندہ باد کے نعرے لگانے شروع کر دیے۔

69 برس کے رابرٹ پریوسٹ سینٹ پیٹر کے اس منصب پر فائز ہونے والے 267 ویں پوپ ہیں، جنھیں پوپ لیو چہاردہم کا خطاب دیا گیا ہے۔

وہ پوپ بننے والے پہلے امریکی ہیں یہ اور بات ہے کہ انھیں لاطینی امریکہ کا ایک کارڈینل سمجھا جاتا ہے کیونکہ آرچ بشپ بننے سے قبل انھوں نے پیرو میں ایک مشنری کے طور پر گزارے کئی سال گزارے۔

رابرٹ پریوسٹ سنہ 1955 میں شکاگو میں پیدا ہوئے۔ انھیں 1982 میں پادری کا خطاب ملا۔ اس کے تین برس بعد وہ پیرو چلے گئے مگر وہ باقاعدگی سے امریکہ بھی آتے تھے۔

ان کے پاس پیرو کی قومیت ہے اور انھیں ایک ایسی شخصیت کے طور پر یاد کیا جاتا ہے جنھوں نے پسماندہ طبقات کی فلاح کے لیے کام کیا اور مقامی چرچز کے لیے پل کا کردار ادا کیا۔

انھوں نے 10 سال مقامی پادری کے طور پر اور شمال مغربی پیرو میں ٹرجیلو کے علاقے میں ایک مذہبی سکول میں بطور استاد خدمات انجام دیں۔

نئے پوپ نے انگریزی اور اطالوی زبان میں ویٹیکن میں ہزاروں پیروکاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا 'آپ پر سلامتی ہو۔' بھائیو اور بہنو، میں آپ کے گھر والوں کو، آپ سب کو، آپ جہاں کہیں بھی ہوں، آشتی کا سلام بھیجنا چاہتا ہوں۔'

انھوں نے اپنے سے پہلے پوپ فرانسس کو خراج تحسین پیش کیا۔ واضح رہے کہ پوپ بننے کے ایک سال بعد فرانسس نے انھیں پیرو کے شہر چیکلائیو کا بشپ بنایا تھا۔

پریوسٹ نے بتایا کہ وہ 30 برس کی عمر میں پیرو چلے گئے تھے۔

پوپ لیو چہاردہم نے اس کے بعد تمام کارڈینلز کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے دو روزہ 'کنکلیو' کے دوران انھیں منتخب کیا تھا۔

چونکہ پوپ کے انتخاب میں حصہ لینے والے 80 فیصد کارڈینلز کا تقرر فرانسس نے کیا تھا، اس لیے پریوسٹ کا پوپ چنا جانا کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔

اب انھیں ایک ایسی شخصیت کے طور پر دیکھا جائے گا جو کیتھولک چرچ میں فرانسس کی اصلاحات کے تسلسل کو آگے لے کر گئے۔

اگرچہ وہ ایک امریکی ہیں اور کیتھولک چرچ کے اندر تقسیم سے پوری طرح واقف ہوں گے، ان کا لاطینی امریکی پس منظر بھی ارجنٹائن سے آنے والے پوپ کے بعد تسلسل کی نمائندگی کرتا ہے۔ اگرچہ پیرو میں آرچ بشپ کے طور پر اپنے وقت کے دوران وہ جنسی زیادتی کے سکینڈلز سے بچ نہیں پائے ہیں لیکن ان کے 'ڈاؤسیز' نے اس امکان کو مسترد کر دیا کہ وہ کسی بھی ایسی کوشش میں بھی ملوث ہیں۔



کنکلیو سے پہلے ویٹیکن کے ترجمان میٹیو برونی نے کہا کہ کانکلیو سے چند دن قبل کالج آف کارڈینلز کے اجتماعات کے دوران ایک ایسے پوپ کی ضرورت پر زور دیا گیا جس میں 'ایک ایسے چرچ کی قیادت کرنے کی قابلیت ہو جو محض چرچ تک ہی محدود نہ ہو بلکہ وہ باہر نکل کر مایوسی میں گھری دنیا میں روشنی لانے کی اہلیت رکھتا ہو۔'





صرف پونے 4 گھنٹے کی جنگ

تحریر: سابق ائیر چیف مارشل
سہیل امان

پاکستان آزما لیا گیا، جو نتائج نکلے ہیں وہ ہمارے لیئے تو قابل فخر ہیں لیکن دنیا کے لیئے انتہائی خوفناک ہیں۔
ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہم پہلے اپنی کچھ قائدانہ کمزوریوں کی وجہ سے ایک خودساختہ احساس کمتری میں مبتلا تھے۔ لیکن پاک افواج نے صرف تین گھنٹے میں ہماری سوچ, دنیا کی سوچ اور خطے کی تاریخ کو بدل کر رکھ دیا۔
ایک سوچ تھی کہ
"پاکستان دس دن جنگ لڑنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔"
وہ اس سوچ میں بدل گئی کہ
"پاکستان دس دن میں بھارت جیسے دس ممالک کو دس مرتبہ تباہ کر سکتا ہے۔"
اگر میں آپ کو کل ملا کر بتاؤں تو پاکستان نے محض تین گھنٹے 45 منٹ کی جنگ میں بھارت کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا اور جب صرف اتنی کسر باقی رہ گئی کہ صرف ایک پھونک مارنی تھی اور پورا بھارت اس گڑھے میں غرق ہو جاتا تو دنیا کے وہ چوہدری جو پیپسی اور لیز چپس کے پیکٹ لے کر صرف تماشا دیکھنے بیٹھے تھے وہ سب کچھ پھینک کر اس تماشے میں کودنے پر مجبور ہو گئے۔
کچھ کہہ رہے ہیں کہ مودی نے ٹرمپ کو فون کیا۔
مودی نے ؟ ؟ ؟
کیا مودی کا فون کام کر رہا تھا ؟ ؟
کیا مودی کا دماغ کام کر رہا تھا ؟ ؟
کیا مودی کے حواس کام کر رہے تھے ؟ ؟
مودی کو تو جب ہوش آیا ہو گا تو کچھ اس قسم کے کلمات منہ سے نکل رہے ہوں گے۔۔
میں کتھے آں؟
توں کون ایں؟
اے کی اے؟
میں پاگل آں ؟
توں پاگل ایں۔
ہیں ... اوئے۔۔
اے کون اے؟

وہ تو پوچھ رہا ہو گا کہ کیا بھارت تباہ ہو گیا اور ہم سب سورگ میں ہیں ؟
پھر اسے بتایا گیا ہو گا کہ نہیں آپ سب کو بچا لیا گیا ہے۔ ٹرمپ صاحب موقع پر پہنچ گئے تھے۔
ٹرمپ نے بھگوان بن کر ان کی مدد کی ہے۔ اب یہ اسی کو پوجیں گے۔
ورنہ ان کو تو سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ کہاں کہاں سے میزائل آرہے ہیں اور کہاں کہاں گر رہے ہیں۔ کیا کیا تباہ ہو گیا اور بچا کیا ہے۔
اور
اور وہ جو ہمارا روسی ساختہ دنیا کا نمبر ون دفاعی نظام تھا وہ کہاں چلا گیا ؟
وہ کیا کر رہا ہے ؟
مودی کے اس جنگی جنون کی پوری عمارت تین ستونوں پر کھڑی تھی۔
1۔ رافیل طیارے ناقابل شکست ہیں۔
2۔ بھارت کے دفاعی نظام کے ہوتے ہوئے یہاں پرندہ پر نہیں مار سکتا۔
3۔ پاکستان بھارت کے آگے دس دن نہیں ٹک سکتا۔
ان تینوں ستونوں کو زمین بوس ہونے میں 3 گھنٹے اور 45 منٹ لگے۔
پہلا ستون رافیل تو اسی دن گر گیا جس دن بھارت نے حملہ کیا۔
دوسرے ستون روسی ساختہ دفاعی نظام کو گرانے کے لیئے پاکستان نے اپنے صرف دو پرندے بھیجے تھے اور ان دو پرندوں نے اس جدید ترین دفاعی نظام کو بھی تباہ کر دیا۔
کیسے کیا ؟
کسی کو سمجھ ہی نہیں آئی ؟
ایمانداری سے کہوں تو خود میں بھی ابھی تک سمجھ نہیں پایا کہ پاکستان نے یہ کیا کیسے۔ وہ روسی ساختہ دفاعی نظام بلامبالغہ پچاس طیاروں اور اتنے ہی میزائلز کو ایک ہی وقت میں ہینڈل کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔
کچھ کہتے ہیں وہ کمپرومائزڈ ہو چکا تھا۔۔
ہیک ہو چکا تھا۔۔
لیکن میں سلام پیش کرتا ہوں ان شاہینوں کو جنہیں بتا کر بھیجا گیا تھا کہ اس مشن سے واپسی ناممکن ہے لیکن آپ نے ٹارگٹ ہٹ کرنے سے پہلے ہٹ نہیں ہونا۔
انہوں نے ٹارگٹ بھی ہٹ کیا اور الحمدللہ واپس بھی آگئے۔
بھارت کا سب سے بڑا بت ٹوٹنے کے بعد پورا بھارت پاکستانی میزائیلوں کے رحم و کرم پر تھا۔
کوئی روکنے والا نہیں تھا۔
پاکستان دس دن جنگ نہیں لڑ سکتا ؟ ؟
یہ جملہ پاکستان کے لیئے ایسا ہی ہے جیسے کوئی مائک ٹائسن کو کہے کہ تم تیسرا راؤنڈ نہیں لڑ سکتے۔ تھک جاؤ گے۔
مائک ٹائسن کے آگے تیسرا راؤنڈ کبھی کسی باکسر نے دیکھا بھی ہے۔ مائک ٹائسن کی فائٹ میں صرف پہلے راؤنڈ کے تین گھنٹے ریفری بجاتا تھا۔ اس کے بعد کے سارے گھنٹے مائک ٹائسن خود بجاتا تھا۔
مخالف کی آنکھ پھر ہسپتال میں کھلتی تھی اور وہ نرس سے پوچھتا تھا کہ کیا دوسرا راؤنڈ نہیں ہو گا ؟
نرس اسے دلاسا دیتی تھی کہ ہو گا بابا۔ ضرور ہو گا۔ لیکن فی الحال تمہاری ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ بازو کی ہڈی چار جگہ سے فریکچر ہے۔ سر پر گہری چوٹ آئی ہے جس کی وجہ سے تمہارا دماغ ابھی اگلے کئی سال تک کے لیئے ماؤف ہو چکا۔ چار پسلیوں کو بھی شدید نقصان پہنچا ہے۔ اب تم مائیک ٹائسن تو کیا کسی کے بھی سامنے سیدھے کھڑے نہیں ہو سکتے۔
کچھ علاج کروا لو۔ ٹھیک ہو جاؤ۔ پھر لڑ لینا۔
بھارت کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا ہے۔
مکمل ناک آؤٹ۔
ان تین گھنٹوں کی گولہ باری میں مودی کے اختیار سے سب کچھ نکل چکا تھا۔
مکمل ناک آؤٹ۔
ان تین گھنٹوں کی گولہ باری میں مودی کے اختیار سے سب کچھ نکل چکا تھا۔
رافیل کی پہلے ہی مٹی پلید ہو چکی تھی لہٰذا انتہائی ضرورت کے باوجود پاکستانی جے ایف تھنڈر کے مقابلے میں بھارت کے کسی طیارے نے اڑان نہیں بھری۔ ہمارے طیارے بھارت کی فضاؤں میں اکیلے دندناتے پھر رہے تھے۔
پاکستان کے ڈرونز نے مت ماری ہوئی تھی۔
روسی ساختہ دفاعی نظام تباہ ہو چکا تھا۔
ملٹری ڈیفینس کے سیٹیلائٹ پر سائبر اٹیک ہوا تھا اور وہ ہیک ہو چکا تھا۔
بھارت کے ستر فیصد علاقوں کی بجلی پاکستان نے کنٹرول کر کے معطل کر دی تھی۔
اس قدر برا حال تھا کہ بھارت کے معمولی کسان سے لے کر بھارت کے وزیر اعظم تک۔ کسی کو صورتحال کے بارے میں کچھ بھی پتہ نہیں تھا۔
بھارت کی وزارت دفاع نے ایک ہنگامی پریس کانفرنس کر کے کہا کہ اگر پاکستان رک جائے تو ہم بھی مزید تناؤ نہیں چاہتے۔
یہ بھارت کا اعتراف شکست تھا کہ ہماری بس ہو چکی ہے۔
وہ بھارت جسے پوری دنیا سمجھا رہی تھی کہ اس جنگی جنون سے باز آجاؤ لیکن وہ باز نہیں آرہا تھا۔
پھر پاکستان نے اسے تین گھنٹے سمجھایا اور وہ سمجھ گیا۔
نہ صرف وہ سمجھ گیا بلکہ اس کے پیچھے بیٹھے سب دشمن سمجھ گئے۔
وہ منصوبہ جس کو کئی ہفتوں تک طول دے کر دشمن پاکستان کو زچ کرنا چاہتا تھا اسے پاکستان نے محض چند گھنٹے میں لپیٹ کر دنیا کے منہ پر مار دیا۔
تماشا پاکستان کا دیکھنا تھا۔ تماشا بھارت کا لگ گیا۔

پاک فوج زندہ باد

پاکستان پائندہ باد



سندھ کا چھوٹے قد کا بڑا کرائم رپورٹر

عبدالوحید جیلانی عرف ابا

جیسے پہلے دن تھے آج بھی ان ہی حالات میں ہیں

تحریر و تصاویر:رانا محمد طاہر



عبدالوحید جیلانی ان کا تعلق سندھ کے شہر ٹنڈو آدم سے ہے۔شہر کے قریب بے رانی کے علاقے میں انقلاب اخبار کے نمائندے کے طور پر کام کیا۔ اخبار کی رپورٹنگ کا شوق تھا اپنے چھوٹے قد کو کبھی راہ کی رکاوٹ نہیں سمجھا اپنے اخبار کے لئے علاقائی رپوٹنگ میں ایک مقام بنایا۔پورے سندھ بلکہ شاید



پورے ملک میں یہ واحد چھوٹے قد کے کرائم رپورٹر ہیں۔ **90** کی دہائی میں جب شہر قائد میں امن وامان کی صورتحال خراب اور کرفیو لگا کرتا تھا ہر کوئی باہر نکلنے سے ڈرتا تھا تو وحید جیلانی ڈیوٹی ختم کرنے کے بعد رات گئے اکیلے تنہا پی آئی ڈی سی سے اورنگی ٹاون اپنے گھر جایا کرتے تھے،وحید جیلانی نے کئی سال لیاری میں بھی گزارے جس دور میں گینگ وار کی شروعات تھی اور اکثر گینگ وار گروپوں کی لڑائیاں عروج پر ہوتی تھی وحید جیلانی نے اپنا گھر نہیں چھوڑا۔وہ اس وقت بھی ایسے کام کررہے ہیں جیسے کوئی نیا تازہ دم کرائم رپورٹر فیلڈ میں کام کرتا ہے، سندھ پولیس کے بیشتر اعلیٰ افسران ان کے دوست ہیں۔جس وقت وہ پولیس میں بھرتی ہوئے تھے وحید جیلانی کرائم رپورٹر تھے اور ان کے سامنے ہی یہ افسران ترقی کرتے ہوئے آج سندھ پولیس کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔جہاں پاکستان نے اس پستہ قد مگر کرائم رپورٹنگ کے بڑے رپورٹر سے بات چیت کی عبدالوحید جیلانی نے بتایا کہ جب علاقائی رپورٹنگ میں کچھ شناخت بن گئی تو مزید آگے بڑھنے کی جستجو کراچی لے آئی۔ **1979**ئ کراچی میں انقلاب اخبار جوائن کیا مجھے بچوں کے صفحے کا انچارج بنایا گیا۔کراچی کیا آیا کہ پھر یہیں کا ہوکر رہ گیا پھر میں نے جرنل رپورٹنگ میں قدم رکھا ابتدا میں حکیم سعید کی نونہال اسمبلی کی تقاریب کی کوریج کی۔ عبدالوحید جیلانی نے ایک یاد گار واقع بتایا کہ پاکستان کے عالمی شہرت یافتہ دراز قد عالم چنا جب جاپان کے دورے کے بعد پاکستان واپس ائے تو کراچی کے پی سی ہوٹل میں پریس کانفرنس کی اس پریس کانفرنس کی کوریج کے لئے میں بھی وہاں موجود تھا ۔میرے کچھ سوالات انہیں ناگوار گذرے اور وہ مجھ پر بھڑک اٹھے مگر کچھ ہی دیر بعد صلح صفائی ہوگئی اور انہوں نے مجھے لپٹا کے گود میں اٹھالیا ایک طویل قد شخص نے جب پستہ قد رپورٹر کو گود میں اٹھایا تو پریس فوٹو گرافروں کے لئے اچھی منفرد تصویر اور رپوٹرز کو ایک منفرد خبر مل گئی دنیا بھر کے اخبارات نے اس کی خبر اور تصویر کو نمایاں جگہ پر شائع کیا اس واقع نے مجھے بڑا مشہور کردیا اس خبر اور تصویر کو جنگ لندن، خلیج ٹائم ،ڈان کے علاوہ دیگر ملکی اخبارات نے نمایاں طور شائع کیا۔رپورٹنگ سے متعلق انہوں نے بتایا کہ میں نے کافی عرصہ شوبز کی بھی رپورٹنگ کی ۔زمانہ طالبعلمی میں اسٹیج پر اداکاری بھی کی کافی عرصہ تک رپورٹنگ اور اداکاری ساتھ ساتھ چلتی رہی مگر مجھے جلد ہی اندازہ ہوگیا کہ مجھ جیسے شخص کا شوبز کی دنیا میں گذارہ نہیں لہٰذا میں نے رپورٹنگ پر ہی پوری توجہ مرکوز کردی اور بطور رپورٹر میں نے آغاز ،قومی، انتخاب اور پبلک جیسے اخبارات میں خدمات انجام دیں۔اب میں **65** سال کا ہو چکا ہوں **45** سال مختلف



اخبارات میں رپورٹنگ کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ میں نے رپورٹنگ کی ہے صحافت نہیں۔**1981**ئ میں مجھے کرائم رپورٹنگ کی فیلڈ سونپی گئی۔**1983**ئ ایم آر ڈی کی تحریک فوجی حکومت کے خلاف شروع ہوئی تھی۔اس میں بڑے بڑے سیاست دانوں نے گرفتاریاں دی جن میں مولانا احترام الحق تھانوی، این ڈی خان ،علی احمد سومرو، الم دار حیدر وغیرہ ان لوگوں نے شہر کے مختلف مقامات سے گرفتاریاں دیں اس تحریک کی رپورٹنگ کر دوران آنسوں گیس کی شدید شیلنگ سے میں دو گھنٹے تک بے حوش رہا۔ **80** کی دہائی میں ایک مذہبی جماعت کی جانب سے ریگل چوک پر مٹھائی بانٹی گئی جس کی خبر چھاپنے پر اس جماعت کے حامیوں نے دفتر پر دھاوا بول کر مجھے اٹھا کر لے گئے اور کئی گھنٹے حبس بے جا میں رکھنے کے بعد چھوڑا۔اس کے علاوہ میں نے سانحہ علیگڑھ، لسانی فسادات کرفیو کے حالات کی رپورٹنگ کی۔بوری بازار میں بم دھماکے سے لے کر حالیہ دھماکوں اور دیگر خونریز واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کراچی کو آباد دیکھا برباد دیکھا اور اب پھر آبادی اور بربادی کے ملے جلے رجحانات دیکھ رہا ہوں۔شہید بی بی سے لے کر تمام سیاسی شخصیات سے ملاقاتیں رہیں۔اس کے علاوہ خاص کر سندھ پولیس کے افسران جنہوں نے کرائم رپورٹنگ میں میری مدد اور تعاون کے علاوہ خاص محبت سے بھی نوازہ جن میں آغا صادق علی شاہ، میر عبدلجبار، رانا مقبول، آفتاب نبی۔سمیع اللہ مروت، اظہر فاروقی، اسد اشرف ملک ،میر اکرام کمال شاہ ،غلام حیدر جمانی ،کلیم امام ،اے ڈی خواجہاور حالیہ آئی جی غلام نبی میمن سے بے حد ملاقاتیں رہیں موجودہ ایڈشنل آئی جی کراچی جاوید عالم اوڈو مجھے اچھے لگتے ہیں آئندہ وہ آئی جی سندھ بھی ہونگے وہ ایک ذمے دار افسر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے انسان بھی ہیں۔ان تمام افسران کو **ASP** سے لے کر **IG** تک کے عہدوں تک پہنچتے دیکھا ان میں وہ افسران بھی شامل ہیں جو وفات پا چکے ہیں اور کچھ ریٹائر ہو چکے ہیں۔انہوں نے ایک اہم واقع بیان کیا کہ آپریشن کراچی **92** کا زمانہ تھا رانا مقبول آئی جی سندھ تھے رانا صاحب کی رپورٹر حضرات کے ساتھ بنتی نہیں تھی وہ اپنی پریس کانفرنس میں رپورٹر حضرات کو نہیں بلکہ اس میں ایڈیٹرز اور پبلیشرز کو بلاتے تھے۔اس بات پر رپورٹروں نے شدید احتجاج کیا اور ان کی پریس کانفرنسوں کا بائیکاٹ کیا احتجاج اتنا پرزور تھا کہ انہیں رپورٹروں سے معذرت کے لئے کراچی پریس کلب آنا پڑا پریس کلب میں یونیفارم میں داخلے پر پابندی ہے اس وجہ سے انہیں پریس کلب میں اٹنری نہیں دی گئی پھر وہ سادہ لباس میں آئے اور رپورٹرز حضرات سے معذرت کی۔اپنے بارے میں انہوں نے بتایا کہ میرا قد چار فٹ پانچ انچ ہے میں دنیا کا سب سے پستہ قد کرائم رپورٹر ہوں میں خطروں کا کھلاڑی ہوں قدم قدم پر موت کا سامنا رہا۔گولیوں کی بوچھار، بم دھماکوں اور جلاؤ گھیراؤ جیسے واقعات کی رپورٹنگ میں جان کو خطرے میں ڈال کر فرائض انجام دیے۔ایک خبر کے لئے کئی خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔تین بار کرائم رپوٹر ایسوسی ایشن کے انتخابات میں حصہ لیا دو بار شکست ہوئی ایک بار منتخب ہوا۔ **1992**ئ کو نکاح ہوا اور **1993**ئ کو ولیمہ ہوا۔ٹنڈو آدم سے بارات کراچی آئی تھی جس میں **2** بسیں **3** ویگنیں **4** جیپیں اور **21** کاروں پر مشتمل قافلہ تھا اللہ نے مجھے **5** بیٹیاں اور **4** بیٹے عطا کئے بمع میری بیگم کے سب کے قدنارمل ہیں۔اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے مجھ پر اس کی بڑی کرم نوازی ہے۔بس ماں کی کمی شدت سے محسوس ہوتی ہے انکے پیار کی لمس اب بھی محسوس کرتا ہوں دنیا میں نہ ہوتے ہوئے بھی انہیں ہر دم اپنے ساتھ محسوس کرتا ہوں بس اتنا فرق پڑا ہے کہ میں اب ان کی خدمت کرنے سے قاصر ہوں ماں سے محبت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔عبدالوحید جیلانی نامی گرامی رپورٹر ہونے اور زندگی کا بڑا حصہ اخباری صنعت کو دینے کے باوجوں کرائے کے مکان میں رہتے ہیں انہیں کسی سے کوئی شکوہ نہیں۔ جب وحید جیلانی نے الیکٹرانک میڈیا میں قدم رکھا تو وہاں بھی کامیابی کے جھنڈے گاڑے، وحید جیلانی اپنے پیشے سے محبت کرنے والا مخلص شخص ہے۔





چین میں نصف صدی کی شدید ترین آندھی

800 سے زائد پروازیں منسوخ

چین کے دارالحکومت بیجنگ سمیت شمالی حصوں میں شدید طوفانی ہواؤں کے باعث سینکڑوں پروازیں منسوخ کردی گئی ہیں جبکہ طوفان کے پیش نظر ریل سروس بھی معطل کر دی گئی ہے۔خبر رساں ادارے روئٹرز کے مطابق سنیچر کی صبح دارالحکومت کے دو بڑے ہوائی اڈوں پر **838** پروازیں منسوخ کی جا چکی تھیں جبکہ اس میں اضافے کا امکان ہے۔یاد رہے کہ چین میں ہواؤں کی رفتار **93** میل فی گھنٹہ (**150** کلومیٹر فی گھنٹہ) تک پہنچ گئی ہے جو گذشتہ نصف صدی میں بیجنگ میں ریکارڈ کی جانے والی سب سے تیز رفتار طوفانی ہوائیں ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ بیجنگ نے **10** سال بعد پہلی بار تیز ہواؤں کے لیے اورنج الرٹ جاری کیا ہے جبکہ سنیچر کو تیز ہواؤں کے جھکڑ چلنے کی پیش گوئی کی گئی ہے جس کے باعث سیاحتی اور تاریخی مقامات عارضی طور پر بند کر دیے گئے ہیں۔واضح رہے کہ چین میں ہوا کی رفتار کو ایک سے **17** کے پیمانے پر ناپا جاتا ہے۔چین کے محکمہ موسمیات کے مطابق سطح **11** تک کی ہوا 'سنگین نقصان' پہنچا سکتی ہے جبکہ **12** اور اس سے اوپر کی سطح پر ہوا 'انتہائی تباہی' کا باعث بن سکتی ہے۔

چین میں ہفتے کے اختتام پر ہواؤں کی سطح **11** سے **13** کے درمیان رہنے کی توقع ہے۔اس الرٹ کے پیش نظر جمعے کو ملازمین کو جلدی گھر چلے جانے کو کہا گیا جبکہ تعلیمی عمل معطل کیا گیا اور کھلی جگہ ہونے والی تقاریب منسوخ کردی گئی ہیں۔

شمالی چین میں سنیچر اور اتوار کو ایسی شدید ہوائیں چلنے کا الرٹ دیا گیا جو انسان تک کو اپنے ساتھ اڑا لے جا سکتی ہیں۔چین میں حکام نے لاکھوں لوگوں کو گھروں کے اندر رہنے کی تاکید کی ہے جبکہ کچھ سرکاری ذرائع ابلاغ نے متنبہ کیا ہے کہ ان ہواؤں میں **50** کلوگرام سے کم وزن والے لوگ با آسانی 'ہوا میں اڑا سکتے ہیں'۔

حکام کا کہنا ہے کہ منگولیا سے جنوب مشرق کی طرف بڑھنے والے ایک سرد بھنور کی وجہ سے **150** کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والی ہوائیں بیجنگ، تیانجن اور ہبی کے علاقے کے دیگر حصوں کو اپنی لپیٹ میں لیں گی۔یہی وجہ ہے کہ ایک دہائی میں پہلی بار، بیجنگ نے آندھی کے لیے اورنج الرٹ جاری کیا ہے جو کہ چار درجہ موسمی انتباہی سسٹم میں دوسرا سب سے خطرناک درجہ ہے۔

سال کے اس وقت منگولیا کی جانب سے تیز ہوائیں چلنا کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے لیکن خدشہ ہے کہ اس بار یہ ہوائیں علاقے میں برسوں میں دیکھی جانے والی کسی بھی چیز سے زیادہ تیز ہوں گی۔حکام نے بتایا کہ سنیچر کو جب تیز ہوائیں آئیں گی تو بیجنگ میں **24** گھنٹوں کے اندر درجہ حرارت میں **13** ڈگری سینٹی گریڈ کمی کا امکان ہے۔

بیجنگ کی موسمیاتی سروس نے کہا ہے کہ 'یہ انتہائی تیز ہوائیں ہیں، طویل عرصے تک چلتی ہیں اور وسیع علاقے کو متاثر کرتی ہیں اور یہ انتہائی تباہ کن ہیں۔' ان ہواؤں کی وجہ سے ہفتے کے آخر میں منعقد ہونے والے کھیلوں کے کئی مقابلوں کو معطل کر دیا گیا ہے جن میں دنیا کی پہلی ہیومنائیڈ روبوٹ ہاف میراتھن بھی شامل ہے جو اب **19** اپریل کو منعقد ہوگی۔

باغات اور سیاحتی مقامات کو بند کر دیا گیا ہے کیونکہ حکام نے رہائشیوں کو بیرونی سرگرمیوں سے گریز کرنے کو کہا ہے، جبکہ تعمیراتی کام اور ٹرین سروس معطل کردی گئی ہے۔شہر بھر میں ہزاروں درختوں کو گرنے سے روکنے کے لیے انھیں یا تو مضبوط بنایا گیا ہے یا ان کی چھانٹی کی گئی ہے۔حکام نے لوگوں کو خبردار کیا ہے کہ وہ پہاڑوں اور جنگلات میں جانے سے گریز کریں کیونکہ وہاں خاص طور پر تیز ہواؤں کا خدشہ ہے۔

بیجنگ میں ان ہواؤں کی وجہ سے جنگل میں آگ کے حوالے سے بھی الرٹ جاری کیا گیا ہے اور لوگوں کو گھر سے باہر آگ لگانے سے بھی روکا گیا ہے۔اس صورتحال میں چینی سوشل میڈیا کے صارفین اپنے اختتام ہفتہ کے منصوبوں میں مزاح تلاش کر رہے ہیں۔

تیز ہواؤں کے بارے میں ہیش ٹیگز اور انتباہ کہ **50** کلوگرام سے کم وزن والے لوگ اڑ سکتے ہیں، چینی سوشل میڈیا پر ٹرینڈ کر رہے ہیں۔ویبو کے ایک صارف نے کہا: 'میں ہر وقت اتنا کھاتا ہوں، صرف اس دن کے لیے۔' ویبو کے ہی ایک اور صارف کا کہنا تھا، 'یہ ہوا بہت سمجھدار ہے، یہ جمعے کی شام کو شروع ہوتی ہے اور اتوار کو ختم ہوتی ہے، پیر کو کام میں خلل ڈالے بغیر۔خیال رہے کہ حکام کا کہنا ہے کہ اتوار کی رات سے ہوا کی شدت میں کمی آنے لگے گی۔

سندھ کے حقوق کی جنگ ٹھٹھہ سے تحریک کا آغاز





تحریر: شہمیر قریشی (ٹھٹھہ)

وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ نے سندھ کی عوامی طاقت کا نیا مظاہرہ کرتے ہوئے صوبہ بھر میں ایک جامع ترقیاتی مہم کا آغاز کیا ہے۔ اس مہم کا آغاز تاریخی شہر ٹھٹھہ سے کیا گیا، جہاں انہوں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے ضلعی و مقامی رہنماؤں، منتخب نمائندگان اور کارکنان سے خطاب کیا۔ اس خطاب میں انہوں نے وفاقی سطح پر بننے والے متنازعہ نہری منصوبوں، خصوصاً چولستان اور چوبارہ نہروں پر شدید تنقید کرتے ہوئے انہیں سندھ کے آبی حقوق پر حملہ قرار دیا۔ مراد علی شاہ نے اپنی تقریر میں کہا، یہ سندھ کے پانی کو چوری کرنے کی ایک سازش ہے، اور ہم اس کے سامنے دیوار بن کر کھڑے ہوں گے۔" انہوں نے ان منصوبوں کو سیاسی مقاصد کے تحت بنایا گیا اقدام قرار دیا اور عوام سے اپیل کی کہ وہ سندھ کے مفادات کے تحفظ کے لیے متحد ہو جائیں۔

اس موقع پر پارٹی کی اعلیٰ قیادت بھی موجود تھی، جن میں نثار احمد کھوڑو، عاجز دھامراہ، سید ناصر حسین شاہ، حاجی علی حسن زرداری، محمد علی ملکانی، ریاض شاہ شیرازی اور دیگر سرکردہ رہنما شامل تھے۔ وزیراعلیٰ نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری کی ہدایت پر یہ مہم ٹھٹھہ اور سجاول سے شروع کی گئی ہے اور وہ اپریل کے دوران صوبے کے تمام اضلاع کا دورہ کریں گے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ہر ضلع میں ترقیاتی منصوبوں کے لیے کم از کم پانچ ارب روپے مختص کیے جائیں گے، جن میں سے ایک ارب روپے مقامی سطح پر تجویز کردہ منصوبوں کے لیے ہوں گے۔ انہوں نے ترقیاتی اسکیموں کی شفاف اور مؤثر منصوبہ بندی کے لیے یونین کونسل، تعلقہ اور ضلع سطح



پر کمیٹیاں بنانے کا اعلان بھی کیا، جن کی تجاویز ڈپٹی کمشنرز کے ذریعے بجٹ میں شامل کی جائیں گی۔

ٹھٹھہ اور سجاول کے عوام کے لیے وزیراعلیٰ نے کئی بڑے منصوبوں کا بھی اعلان کیا، جن میں کراچی-ٹھٹھہ ہائی وے کی تعمیر، سندھ کوسٹل ہائی وے، ٹھٹھہ-گھارو اور ٹھٹھہ-جھمپیر روڈز کی بہتری شامل ہیں۔ مزید برآں، لیاقت میڈیکل یونیورسٹی کالج کا افتتاح، سیلاب متاثرین کے لیے 21 لاکھ گھروں کی تعمیر اور نہری نظام کی بحالی جیسے اقدامات کو ترجیح دی گئی ہے۔ آبی تنازع پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے واضح کیا کہ پاکستان پیپلز پارٹی ان متنازعہ نہروں کے منصوبوں کی سخت مخالف رہی ہے۔ 2018 میں اگرچہ فزیبلٹی اسٹڈی تیار کی گئی تھی، مگر 2023 تک پارٹی نے ان منصوبوں کو روک کر رکھا۔ مراد علی شاہ کے مطابق یہ منصوبے 2024 میں نگران حکومت کے دوران دوبارہ زیر بحث لائے گئے، اور انڈس ریور سسٹم اتھارٹی (ارسا) نے بغیر تصدیق منظوری دی۔

تاہم سندھ کے نمائندے نے ایک جامع اختلافی نوٹ جمع کروا کر اس کی مخالفت کی۔ انہوں نے کہا کہ بین الاقوامی آبی قوانین میں نیچے کے دریائی علاقوں، جیسے سندھ، کے حقوق کو ترجیح دی جاتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی سوال اٹھایا کہ اگر یہ منصوبے اتنے ضروری تھے تو انہیں نگران حکومت کے بجائے منتخب حکومت کے دوران کیوں نہیں منظور کیا گیا؟ اختتام پر، وزیراعلیٰ نے اعلان کیا کہ 18 اپریل کو حیدرآباد میں چیئرمین بلاول بھٹو زرداری ایک بڑے عوامی جلسے سے خطاب کریں گے، اور عوام سے اپیل کی کہ وہ بھرپور شرکت کے ذریعے سندھ کے حق میں آواز بلند کریں۔ ساتھ ہی انہوں نے منشیات کے ناسور کے خلاف سخت مؤقف اپناتے ہوئے متنبہ کیا کہ اس مکروہ کاروبار میں ملوث افراد کو کسی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا۔

ماہنامہ کرائم بیورو کراچی



ٹرمپ کی امریکہ فرسٹ پالیسی:

یو ایس ایڈ کی بندش سے پاکستان میں صحت سمیت کون سے اہم شعبے متاثر ہوں گے؟

دنیا بھر کے بہت سے دوسرے ممالک کی طرح پاکستان بھی امریکہ کے صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی 'امریکہ فرسٹ' پالیسی سے متاثر ہوتا نظر آ رہا ہے، اس پالیسی کے تحت امریکہ نے 'یو ایس ایڈ' کے تحت دنیا بھر میں چلنے والے پروگرامز کو بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگرچہ گذشتہ برسوں کے دوران پاکستان کو اس ضمن میں ملنے والی غیر ملکی امداد میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے تاہم اس کے باوجود 'یو ایس ایڈ' اب بھی پاکستان میں صحت، انسانی امداد، جمہوریت اور گورننس جیسے مختلف شعبوں میں چلنے والے کچھ اہم منصوبوں کی مالی اعانت کر رہا تھا تاہم اب اچانک کام رُکنے کے حکم کی وجہ سے یہ اہم منصوبے اور ان کا مستقبل خطرے میں ہے۔

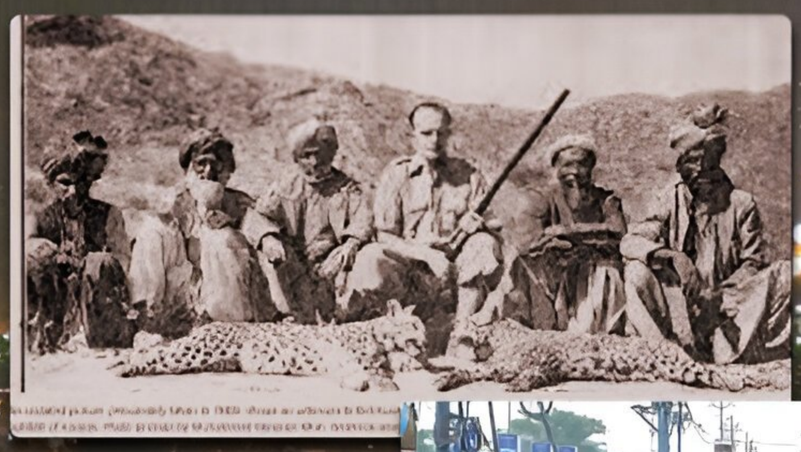
امریکہ کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق مالی سال **2024** کے لیے پاکستان کو 'یو ایس ایڈ' کے تحت مجموعی طور پر لگ بھگ **21** کروڑ ڈالرز موصول ہوئے جن کے ذریعے بہت سے منصوبے یا تو جاری تھے یا حال ہی میں ان کا آغاز ہوا تھا اور رواں سال یعنی **2025** میں مختلف مراحل میں ان منصوبوں کے تحت فنڈز ملنے کی توقع تھی۔

تاہم **25** جنوری کو ٹرمپ کی جانب سے صدارتی عہدے کا حلف اٹھاتے ہی 'یو ایس ایڈ' ایلون مسک کے متنازع 'ڈیپارٹمنٹ آف گورنمنٹ ایفیشینسی' کا ہدف بنا اور صدر کی جانب سے ایک ایگزیکٹیو آرڈر کے تحت تمام امریکہ کی جانب سے دوسرے ممالک کو دیے جانے والی امداد کو **90** دن کے لیے روک دیا گیا۔ ان فیصلوں کے بعد پاکستان میں **25** جنوری کو یو ایس ایڈ کے منصوبوں سے منسلک سٹاف کو فوری طور پر معطل کر دیا گیا اور آئندہ دنوں میں ان کے معاہدے بھی ختم کر دیے گئے۔ مگر یہاں سوال یہ ہے کہ متاثر ہونے والے اہم پروگرام کون سے ہیں؟ پاکستان ٹی بی سے سب سے زیادہ متاثرہ ممالک کی فہرست میں پانچویں نمبر پر ہے اور سالانہ اس بیماری سے تقریباً چھ لاکھ لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ پاکستان میں اس بیماری پر قابو پانے کے لیے سب سے بڑی مدد 'یو ایس ایڈ' کی طرف سے آ رہی تھی۔

آٹھ کروڑ **60** لاکھ ڈالر مالیت کے منصوبے 'انگریٹیڈ ہیلتھ سسٹمز اینڈ اسٹرینتھننگ سروس ڈیلیوری' کے ذریعے یو ایس ایڈ پاکستان کی قومی اور صوبائی حکومتوں کو ٹی بی پر قابو پانے، تشخیص اور علاج تک رسائی میں اضافے میں مدد فراہم کر رہا تھا۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ یہی وجہ ہے کہ یو ایس ایڈ کے بند ہونے سے پاکستان کی پہلے ہی خطرت میں گھری آبادی مزید خطرے میں پڑ جائے گی۔ اگرچہ یو ایس ایڈ پاکستان میں ٹی بی کے کنٹرول اور دیکھ بھال کے پروگراموں کا واحد ادارہ نہیں تھا لیکن یہ متعدی بیماریوں کی نشاندہی، روک تھام اور ردعمل کی صلاحیت کو بہتر بنانے میں حکومت پاکستان کو اہم مدد فراہم کر رہا تھا۔ تاہم اس شعبے میں کام کرنے والے ماہرین کے مطابق فنڈز منجمد ہونے کے باوجود وہ پرامید ہیں کہ ٹی بی، ایچ آئی وی اور ملیریا جیسے ضروری صحت سے متعلق پروگراموں کے لیے امداد بحال کر دی جائے گی تاہم ان کے مطابق جب تک ایسا نہیں ہوتا تب تک غیر یقینی کی صورتحال جاری رہے گی۔ پاکستان میں ان منصوبوں سے منسلک تمام سینیئر سٹاف کو انتظامی چھٹیوں پر بھیج دیا گیا ہے اور مقامی سٹاف کو نہیں پتا کہ اس ضمن میں اُن کا اگلا قدم کیا ہونا چاہیے۔ اگرچہ ایلون مسک نے یو ایس ایڈ کی افادیت پر بار بار سوال اٹھائے ہیں لیکن سینٹر فار گلوبل ڈویلپمنٹ کے مطابق پاکستان یو ایس ایڈ کے ٹی بی کنٹرول پروگرام سے فائدہ اٹھانے والے سرفہرست ممالک میں شامل ہے جہاں تقریباً **29** ہزار **698** زندگیاں بچائی گئیں اور **83** ہزار **413** ویکسینز فراہم کی گئیں ہیں۔ بی بی سی نے سندھ کی وزیر صحت ڈاکٹر عذرا سے آنے والے چیلنجز کے بارے میں بات کی۔ انھوں نے کہا کہ امریکہ کی جانب سے زیادہ تر فنڈز انسانی وسائل، طبی سامان اور تشخیصی آلات کے لیے مختص کیے گئے تھے اور اب ٹی بی اور ایچ آئی وی کے لیے اضافی ڈومیسٹک فنڈنگ حاصل کرنے سے محکمہ صحت پر بہت زیادہ بوجھ پڑے گا۔ اُن کے مطابق صحت کی سہولیات کے سیکٹر میں کافی افرادی قوت میسر تھی اور حکومت انھیں کانٹریکٹ ملازمت کے ذریعے برقرار رکھنے اور ضروری صحت کی دیکھ بھال کی خدمات کو برقرار رکھنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ایک کمیونٹی ورکر نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ اس پروگرام کے ذریعے غریب پاکستانیوں کو پہلی بار ٹی بی سے بچاؤ کی ادویات تک رسائی حاصل ہوئی جس سے بیماری کے پھیلاؤ کو کافی حد تک روکنے میں مدد ملی۔ 'سٹاپ ٹی بی پارٹنرشپ پاکستان' جو ٹی بی سے پاک پاکستان کے لیے کام کرنے والی ایک تنظیم ہے، کے مطابق یو ایس ایڈ کے خاتمے سے **27** اضلاع میں جاری منصوبے متاثر ہوئے ہیں۔

ٹی بی کے علاوہ ایک اور متاثر ہونے والا اہم پروگرام 'بلڈنگ ہیلدی فیملیز' (**Building Healthy Families**) ہے جس کا مقصد خیبر پختونخوا اور سندھ میں خواتین اور بچوں کے لیے ضروری صحت کی دیکھ بھال کی خدمات تک رسائی کو بڑھانا تھا۔ اس کا مقصد بنیادی دیکھ بھال کے نظام کو مضبوط بنانے اور خاندانی منصوبہ بندی اور زچہ و بچہ کی دیکھ بھال کے بارے میں آگاہی میں اضافہ کر کے زچہ و بچہ میں بیماریوں اور اموات کی شرح کو کم کرنا تھا۔ اس پروگرام کے تحت ماؤں اور بچوں میں غذائی قلت سے نمٹنے اور غذائی تحفظ کو بڑھانے کے لیے بھی کام شامل تھا، خاص طور پر اُن علاقوں میں جو سیلاب سے متاثر تھے۔

کراچی جو کبھی.....
خونخوار تیندووں
کے شکار کا بہترین مقام تھا





سنہ **1937** میں کرسمس کے موقع پر بلیک اینڈ وائٹ کیمرے سے کھینچی گئی درج بالا تصویر بے حس وحرکت پڑے دو تیندووں، ان کے انگریز شکاری مسٹر جی گروسین بیچر اور اس مہم میں مدد کرنے والے مقامی شہریوں کی منظر کشی کر رہی ہے۔ ماحول کی بقا کے لیے کام کرنے والے ادارے ڈبلیو ڈبلیو ایف کے پاکستان میں تکنیکی مشیر محمد معظم خان سنہ **1937** کے جرنل آف سندھ نیچرل ہسٹری سوسائٹی میں شائع ہونے والی اس تصویر اور اس کے ساتھ گروسین بیچر کی تحریر کی نہ صرف تصدیق کرتے ہیں بلکہ ان کا ماننا ہے کہ ساٹھ کی دہائی تک کراچی کے مغربی مضافات، مقامی اور انگریز شکاریوں کے لیے 'لیپر ڈ ہنٹنگ' کا پسندیدہ مقام تھے۔ اس حوالے سے معظم خان کہتے ہیں کہ یہ تصویر جس برطانوی افسر کی ہے وہ چالیس کی دہائی میں کراچی میں قائم 'میسرز اینڈ سپنرز' نامی کمپنی میں مینیجر کے عہدے پر فائز تھے۔ گروسین بیچر نے کرسمس کے دن کی مناسبت سے لِکھا کہ 'میرے پاس چھٹی والے دن کرنے کو کچھ کام نہیں تھا، فیملی دوسرے دیس میں تھی اور میں سخت بور ہو رہا تھا، لہذا شکار کھیلنے کا فیصلہ کیا۔ میں اپنی رہائش گاہ سے نکلا اور کراچی کی حدود میں شامل بندر مراد خان کے علاقے کا رخ کیا۔' (آج کے زمانے میں حکیم محمد سعید شہید کی ہمدرد یونیورسٹی اس علاقے کی وجہ شہرت ہے)۔ 'میں نے وہاں مقامی لوگوں کی مدد سے اپنی بارہ بور کی بندوق سے جلد ہی ایک نہیں بلکہ دو تیندوے شکار کر لیے۔ یہ بہت کمال کا دن تھا، کرسمس کی یہ شام ہمیشہ میرے شکار کے ناقابلِ فراموش تجربات میں شامل رہے گی۔ دو تیندوؤں کو شکار کرتے دیکھنا ایک ایسا منظر تھا جو کبھی نہیں بھلایا جا سکتا۔

کراچی کے معروف ماہر امراض چشم شکاری

24 اپریل **1965** کو روزنامہ جنگ کراچی میں چھپنے والی اس تصویر میں کراچی سے تعلق رکھنے والے معروف ماہر امراض چشم ڈاکٹر ایچ ایم رضوی اپنے شکار کردہ تیندوے کے ساتھ نظر آ رہے ہیں۔ یہ تیندوا انھوں نے تصویر شائع ہونے سے ایک ہفتے پہلے شہر سے تقریباً **40** میل کے فاصلے پر حب ندی کے نزدیک شکار کیا تھا۔ سنہ **1977** میں چھپنے والی کتاب 'پاکستان کے ممالیہ' کے مصنف ڈاکٹر تھامس جونز رابرٹس نے بھی اس واقعے کی تصدیق کی۔ یہ وہی ڈاکٹر ایس ایم ایچ رضوی ہیں جو مشہور ماہر امراض چشم ہونے کے علاوہ ماحولیاتی تحفظ کے حوالے سے بھی سرگرم تھے۔

جب کراچی سے آوارہ کتے پراسرار طور پر غائب ہونے لگے

1943 میں جرنل آف بومبے نیچرل ہسٹری سوسائٹی میں چھپنے والے ایک مقالے کے مطابق **1939** کے اوائل میں، ابراہیم حیدری میں، جو کراچی کے جنوب مشرق میں تقریباً نو میل کے فاصلے پر ایک بڑی ماہی گیر بستی ہے، آوارہ کتے پراسرار طور پر غائب ہونے لگے۔ گاؤں والوں کا خیال تھا کہ اِس کا ذمہ دار کوئی جانور ہے، چنانچہ انھوں نے تیاری کے ساتھ پنجوں کے نشانات کا پیچھا کیا اور ریڑھی کے قریب ایک غار تک جا پہنچے۔ انھیں لگا کہ وہ لگڑ بگڑ کے ٹھکانے پر پہنچ گئے ہیں۔ مقالہ میں نام تک درج ہے کہ اُس وقت ایک ماہی گیر سُلیمان نے رضا کارانہ طور پر غار میں داخل ہونے کی پیشکش کی۔ ''وہ ایک لالٹین اور ایک رسی کے ساتھ اندر گیا، جو سندھ میں لگڑ بگڑ کو زندہ پکڑنے کے لیے عام طریقہ کار تھا لیکن جیسے ہی وہ اندر پہنچا، وہاں محصور خونخوار تیندوے نے اس پر حملہ کر دیا۔ سلیمان کو زخمی حالت میں ہسپتال لے جایا گیا مگر زخم خراب ہو گئے اور زہر پھیلنے کے باعث وہ چل بسا۔' اس واقعے سے پورے علاقے میں سنسنی پھیل گئی، تیندوے کے منہ کو انسانی خون لگ چکا تھا اور ماہی گیر پریشان تھے کہ کتّوں کے بعد اگلا نوالہ وہ خود یا ان کے بچے بھی ہو سکتے ہیں، لہذا انھوں نے مل کر ماہی گیری میں استعمال ہونے والے جال جمع کیے اور غار کے منہ پر باندھ دیے۔ اس دوران ملیر پولیس سٹیشن کو، جو وہاں سے تقریباً چھ میل دور تھا، اطلاع دی گئی۔ جب پولیس وہاں پہنچی تو ماہی گیروں اور بڑی تعداد میں مقامی افراد نے، جو بندوقوں، بھالوں اور لاٹھیوں سے لیس تھے، تیندوے کو غار سے باہر نکالا اور اتنا مارا گیا کہ وہ تقریباً چیتھڑے چیتھڑے ہو گیا۔ غار کے اندر سے پرانی ہڈیوں کے ساتھ ساتھ ایک تازہ ہلاک شدہ کتے کی باقیات بھی ملیں۔ اُس زمانے کے سندھ ڈسٹرکٹ گزٹیئرز کے مطابق سنہ **1896** سے **1915** کے درمیان سندھ میں **21** تیندوے مارے گئے، جن میں سے صرف دو کے علاوہ باقی تمام کراچی ضلع میں شکار کیے گئے، جو اس علاقے میں تیندوے کی کثرت کی نشاندہی کرتا ہے۔ سنہ **1920** کے بعد سے پب پہاڑی سلسلے (لسبیلہ میں کراچی سے تقریباً **30** میل دور) میں بھی کئی تیندوے شکار کیے گئے۔

تیندووں کی شہری علاقوں میں آنے کی وجہ گدھوں کی تعداد میں کمی

گزشتہ سال جنوری میں ایک نر تیندوے کو کیرتھر پہاڑی سلسلے کے ایک گاؤں بچل سونھیرو میں گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ یہ گاؤں ایم نائن موٹروے سے **70** کلومیٹر دور ہے۔ کیرتھر نیشنل پارک کراچی، جام شورو، دادو اور بلوچستان کے حب کے پہاڑی علاقوں پر پھیلا ہوا کیرتھر پہاڑی سلسلے پر مشتمل ہے جو **087,3** مربع کلومیٹروں پر محیط ہے۔ ہنگول نیشنل پارک کے بعد یہ پاکستان کا دوسرا بڑا قومی پارک ہے۔ اس علاقے میں انسانی آبادی محدود ہے اور بچل سونھیرو جیسے چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں جبکہ روڈ نیٹ ورک بھی دستیاب نہیں۔

مذہبی و ثقافتی تہوار بیساکھی میلہ

جو ہزاروں انڈین سکھوں کی پاکستان یاترا کا سبب بنتا ہے







پاکستان کے صوبہ پنجاب میں بیساکھی اور خالصہ جنم دن کی تقریبات میں حصہ لینے کے لیے رواں برس سات ہزار کے قریب سکھ یاتری انڈیا سے پاکستان پہنچے رہے ہیں۔ پہلی مرتبہ پاکستان نے اتنی بڑی تعداد میں انڈیا سے آنے والے سکھ یاتریوں کو ویزے دیے ہیں۔ اس سے قبل یہ تعداد دو سے تین ہزار کے درمیان رہتی تھی جو پاکستان اور انڈیا کے درمیان سکھ یاتریوں کے حوالے سے موجود معاہدے کے عین مطابق ہے۔ خالصہ جنم دن اور بیساکھی میلے کی تقریبات کا باقاعدہ آغاز پیر کے روز گرودوارہ جنم استھان ننکانہ صاحب میں ہوا جس میں شرکت کے لیے انڈیا سے آنے والے لگ بھگ چھ ہزار یاتری دو روز قبل پاکستان پہنچ چکے تھے۔

بیساکھی کیا ہے؟

پنجاب کے باسی سکھوں کے لیے یہ ایک مذہبی اور ثقافتی تہوار ہے جسے تاریخی طور پنجابی کیلینڈر کے مطابق یکم وساکھ کو خاصے جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔ تاریخ دان پروفیسر کلیان سنگھ کے مطابق 'بیساکھی کا ثقافتی تہوار پنجاب میں صدیوں سے منایا جاتا رہا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ 'یہ تہوار پنجاب کی سب سے اعلیٰ فصل یعنی گندم کی کٹائی کے ساتھ منسوب تھا۔' پروفیسر کلیان سنگھ کے مطابق 'تاریخی طور پر یہ پنجاب کے کسان کے لیے وہ موقع ہوتا تھا جب اس کو مال ملتا تھا یعنی وہ گندم کی فصل اٹھا کر بیچتا تھا تو اس سے ملنے والے پیسے سے وہ اپنی تمام تر خواہشات پوری کرتا تھا۔' 'اپنے کھانے کے لیے گندم رکھنے کے بعد جو اضافی گندم کسان بیچتا تھا اس سے وہ بچوں کی شادیاں کرتا تھا۔ اسی طرح جو بھی اس کی خواہشات ہوتی تھیں ان کو پورا کر سکتا تھا اور یہ ایک میلے کا سماں ہوتا تھا۔' یہ ایک ثقافتی تہوار ہے جو صدیوں سے پنجاب میں میلے کی شکل میں منایا جاتا ہے۔

بیساکھی اور خالصہ کے بیچ تعلق کیا ہے؟

بیساکھی ہی کے موقع پر سکھ مذہب میں خالصہ کی بنیاد پڑی اس لیے اسے خالصہ جنم دن کے طور پر بھی منایا جاتا ہے۔ پروفیسر کلیان سنگھ نے بتایا کہ 'سنہ **1699** میں بیساکھی کے موقع پر سکھ مذہب کے دسویں گرو، گرو گوبند سنگھ نے انند پور کے مقام پر خالصہ کی بنیاد رکھی۔ یہیں پر انھوں نے خالصہ میں شامل ہونے والے سکھوں کے لیے پانچ قاف یعنی کڑا، کرپان، کنگھا، کیس اور کچھا کے اصول بھی وضح کیے۔' انسائیکلوپیڈیا بریٹینکا کی ایک روایت کے مطابق 'گرو گوبند سنگھ نے بیساکھی کے موقع پر انند پور میں جمع سکھوں کے ایک اجتماع کو اس وقت مخاطب کیا جب وہ تلوار لے کر اپنے خیمے سے باہر نکل آئے۔' 'گرو نے وہاں موجود لوگوں کو للکار پر پوچھا کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو سکھ مذہب کی خاطر اپنی جان کی قربانی دینے کو تیار ہو۔ ایک شخص سامنے آیا تو وہ اس کو لے کر خیمے میں چلے گئے، تلوار چلنے کی آواز آئی، وہ جب خیمے سے برآمد ہوئے تو ان کی تلوار پر خون لگا تھا۔' انھوں نے پھر اپنا جملہ دہرایا۔ چار مزید لوگ سامنے آئے۔ گرو گوبند سنگھ جب پانچویں شخص کو لے کر خیمے میں گئے تو پھر وہ پانچوں کو لے کر باہر آ گئے۔ ان پانچوں نے زعفرانی رنگ کے لباس اور اسی رنگ کی پگڑیاں پہن رکھی تھیں اور ساتھ تلوار لٹکا رکھی تھی۔'

گرو گوبند سنگھ نے وہیں پر انھیں خالصہ سلسلے میں شامل کرنے کا امرت پلایا اور ان پہلے پانچ رضاکاروں کو 'پنج پیارے' کا لقب دیا گیا۔ پروفیسر کلیان سنگھ کہتے ہیں کہ 'خالصہ بنیادی طور پر ایک ایسی لاڈلی فوج تھی جیسے ہر بیرونی حملہ آور کے خلاف لڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔' انھوں نے بتایا کہ اس فوج نے بعد میں ہندوستان پر حملہ آور ہونے والے تمام لوگوں کے ساتھ جنگ کی اور ان کا مقابلہ کیا۔ 'جب انگریز برصغیر پر قابض ہوئے تو ان کے خلاف بھی خالصہ نے سنہ **1921** تک کافی لڑائی کی اور انھیں نقصان پہنچایا۔' پروفیسر کلیان سنگھ کے مطابق بعد ازاں انگریزوں کی 'ڈیوائیڈ اینڈ رول' کی پالیسی کے تحت ان کے کردار کو کمزور کر دیا گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اب خالصہ کی اہمیت زیادہ تر علامتی بن کر ہی رہ گئی ہے۔

پاکستان میں سکھ مذہب کے بانی بابا گرو نانک کے گرودوارے جنم استھان سمیت دیگر کئی اہم گرودوارے موجود ہیں جن کی یاترا کے لیے سکھ مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگ قیام پاکستان کے بعد سے ہر برس پاکستان آتے ہیں۔ دیگر مواقع کے علاوہ خالصہ جنم دن اور بیساکھی کی پاکستان میں ہونے والی تقریبات میں شرکت کے لیے بھی سکھ یاتریوں کی بڑی تعداد پاکستان آتی ہے۔ متروکہ وقف املاک بورڈ کے ایڈیشنل سیکرٹری شرائنز سیف اللہ کھوکھر نے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے بتایا کہ رواں برس ریکارڈ تعداد میں سکھ یاتریوں کو بیساکھی اور خالصہ جنم دن کی تقریبات میں شرکت کے لیے ویزے دیے گئے ہیں۔ 'تین روز قبل ہی ہمارے پاس یاتریوں کی ایک بڑی تعداد پہنچ گئی تھی جس میں لگ بھگ **5800** افراد شامل تھے۔ تعداد زیادہ ہونے کی وجہ انھیں دو گروپس میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ایک گروپ کو پنجہ صاحب حسن ابدال جبکہ دوسرے گروپ کو کرتارپور دربار صاحب میں رکھا گیا۔' سیف اللہ کھوکھر کے مطابق اتوار کے روز جنم استھان ننکانہ صاحب میں نگر کیرتن کا جلوس نکالا گیا جو گرودوارے کے اندر ہی محدود رہا۔ جبکہ پیر کے روز بیساکھی اور خالصہ کے جنم دن کے حوالے سے مرکزی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ انھوں نے بتایا کہ آئندہ ایک ہفتے کے دوران انڈیا سے آنے والے سکھ یاتری گروپوں کی صورت میں کرتارپور اور پنجہ صاحب کی یاترا کر کے لاہور گرودوارہ ڈیرہ صاحب آئیں گے۔ **19** اپریل کو سکھ یاتری واپس انڈیا روانہ ہو جائیں گے۔

سندھ کے بعد راولپنڈی میں بھی KFC برانچ پر حملہ:

10 سے 12 نامعلوم افراد بیس بال اور کیل لگے ڈنڈے اٹھائے اندر داخل ہوئے





صوبہ پنجاب کے شہر راولپنڈی کے علاقے کینٹ میں گذشتہ شب 'کے ایف سی' کی ایک برانچ میں داخل ہو کر ہنگامہ آرائی، توڑ پھوڑ اور گالم گلوچ کے الزام میں **10-12** نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کرلیا گیا ہے۔ راولپنڈی پولیس کے مطابق کینٹ کے علاقہ میں فاسٹ فوڈ چین کی برانچ میں ہنگامہ آرائی اور گالم گلوچ کا مقدمہ فاسٹ فوڈ چین کے برانچ مینیجر کی مدعیت میں تھانہ کینٹ میں درج کیا گیا ہے۔ کے ایف سی برانچ مینیجر کی مدعیت میں درج ایف آئی آر میں کہا گیا ہے کہ 'وہ اپنے دفتر میں موجود تھے جب شور کی آواز سنائی دی، باہر نکل کر دیکھا تو **10-12** نامعلوم افراد بیس بال ڈنڈے اور کیل لگے ڈنڈے اٹھائے ہال میں موجود تھے۔

ایف آئی ار میں کہا گیا ہے کہ 'انھوں نے ہال میں موجود فیملیز کو گالیاں دیں اور نعرے بازی شروع کر دی۔ روکنے پر انھوں نے ہمیں بھی گالیاں دیں اور جان سے مارنے کی دھمکیاں دیں۔' پولیس نے بی بی سی کی منزہ انوار کو بتایا ہے کہ واقعہ میں ملوث ملزمان کی شناخت کر لی گئی ہے اور جلد از جلد ملزمان کو گرفتار کر کے قانون کے کٹہرے میں لایا جائے گا۔ راولپنڈی پولیس کے مطابق انٹرنیشنل فوڈ چینز کی برانچز پر پولیس نفری تعینات کی گئی ہے۔

راولپنڈی پولیس کے ایک آفیسر نے نام نہ ظاہر کی شرط پر بی بی سی کو بتایا کہ 'اس حملے میں ملوث افراد نے سوشل میڈیا پر کے ایف سی کے بائیکاٹ کے حوالے سے چلنے والی مہم کے حصہ کے طور پر برانچ پر حملہ کیا ہے۔ تاہم ان کا کہنا تھا کہ اس حملے کے محرکات سے متعلق مزید معلومات ملزمان کی گرفتاری کے بعد سامنے آئیں گی۔' یاد رہے اس سے قبل رواں مہینے صوبہ سندھ کے شہروں کراچی اور میر پور خاص میں فلسطین کے حق میں احتجاج کے دوران 'کے ایف سی' اور 'ڈومینوز' کی چار برانچز پر حملوں اور وہاں لوٹ مار اور جلاؤ گھیراؤ کے الزامات کے تحت تین مقدمات درج کرنے کے بعد **24** افراد کو گرفتار کیا گیا تھا۔

پہلا پُرتشدد واقعہ کراچی میں ڈیفنس تھانے سے چند قدم دور واقع خیابان اتحاد کورنگی روڈ پر پیش آیا تھا جب مشتعل افراد 'کے ایف سی' پر حملہ آور ہوئے۔ اس حملے کا مقدمہ بھی متاثرہ کے ایف سی برانچ کے مینیجر کی مدعیت میں ڈیفنس تھانے میں درج کیا گیا تھا۔ نامہ نگار ریاض سہیل کے مطابق مقدمے میں بتایا گیا کہ منگل کی شام ساڑھے آٹھ بجے **50** کے لگ بھگ مشتعل افراد ہاتھوں میں ڈنڈے، ہتھوڑے اور اینٹیں اٹھائے برانچ میں داخل ہوئے۔ 'مشتعل افراد نے آتے ہی برانچ میں توڑ پھوڑ شروع کر دی۔ ہنگامہ آرائی کے دوران اگرچہ برانچ میں موجود صارفین یا سٹاف کو تو کوئی جانی نقصان نہیں پہنچا تاہم فرنیچر اور ایل ای ڈی کو نقصان پہنچایا گیا۔' مینیجر کے پولیس کو دیے گئے بیان کے مطابق اُن کی برانچ میں توڑ پھوڑ کے بعد جب انھوں نے باہر نکل کر دیکھا تو قریب واقع ڈومینوز پیزا شاپ کے شیشے بھی ٹوٹے ہوئے تھے اور مشتعل افراد وہاں توڑ پھوڑ کر رہے تھے جبکہ کچھ لوگ کولڈ ڈرنکس اٹھا کر لے جا رہے تھے۔



کراچی پولیس کے ڈی آئی جی اسد رضا نے بی بی سی کے ریاض سہیل کو بتایا تھا کہ اس ہنگامہ آرائی کے الزام میں دس کے قریب گرفتاریاں کی گئی ہیں۔ ان کے مطابق چند نوجوانوں نے ایک فیس بک پیج بنا رکھا تھا جس کے ذریعے لوگوں کو فاسٹ فوڈ شاپس پر حملوں کی ترغیب دی گئی تھی۔ انھوں نے دعویٰ کیا کہ گرفتار افراد کی رہائی کے لیے مذہبی و سیاسی جماعت 'تحریک لبیک پاکستان' سے منسلک افراد تھانے آئے تھے۔ اسی طرح رواں مہینے ایک دوسرے واقعے میں زیریں سندھ کے شہر میر پور خاص میں 'کے ایف سی' کی ایک برانچ کو مشتعل افراد کی جانب سے آگ لگا دی گئی۔ اس واقعے سے متعلق سوشل میڈیا پر متعدد ویڈیو موجود ہیں جن میں مظاہرین فلسطین کے حق اور اسرائیل و امریکہ کے خلاف نعرے بازی کر رہے ہیں اور توڑ پھوڑ کر رہے ہیں تاہم بی بی سی سوشل میڈیا پر گردش کرنے والی ان ویڈیوز کی تصدیق نہیں کر سکا۔ تاہم میر پور خاص میں ایف سی برانچ کو آگ لگانے کے واقعے کا مقدمہ ٹاؤن تھانے میں سرکاری مدعیت میں ہنگامہ آرائی، املاک کو نقصان پہنچانے اور انسداد دہشت گردی ایکٹ کی دفعات کے تحت درج کیا گیا۔ اس مقدمے میں تھانے کے ایس ایچ او کامران نے بتایا کہ وہ منگل کی شام چھ بجے کے قریب گشت پر موجود تھے جبکہ انھیں معلوم ہوا کہ اسرائیل اور فلسطین کے مسئلے پر کچھ لوگ کے ایف سی کی ایک برانچ کے باہر دھرنا دے کر بیٹھے ہیں۔ ایس ایچ او کے مطابق 'جب پولیس وہاں پہنچی تو معلوم ہوا کہ مظاہرین نے ہاتھوں میں سریے اور اسلحہ اٹھا رکھا تھا اور وہ اسرائیل کے خلاف نعرے بازی کر رہے تھے۔

اس واقعے کا مقدمہ متاثرہ برانچ کے اسسٹنٹ مینیجر کی مدعیت میں درج کیا گیا، جس کے مطابق پیر کی شب **15** سے **20** نامعلوم ملزمان ان کی برانچ پر آئے اور انھوں نے دھمکی دی کہ دکان بند کر دی جائے۔ مدعی مقدمہ کے مطابق مشتعل افراد کے اصرار پر جب وہ شاپ کی لائٹیں بند کرنے لگے تو یہ افراد اندر داخل ہو گئے اور انھوں نے ہنگامہ آرائی اور توڑ پھوڑ شروع کر دی جس پر برانچ میں موجود ملازمین نے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ تھانہ بہادر آباد میں اس واقعے کے خلاف **15** سے **20** نامعلوم افراد کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔

اسرائیل کی حالیہ کارروائیوں کے بعد پاکستان سمیت دنیا بھر میں مختلف ممالک خصوصاً مسلم ممالک میں عوامی سطح پر پہلے سے پائے جانے والے غم و غصہ میں مزید اضافہ ہوا اور اسی ضمن میں مبینہ اسرائیلی مصنوعات کی بائیکاٹ مہم نے ایک بار پھر زور پکڑا۔ بین الاقوامی ذرائع ابلاغ کی رپورٹس کے مطابق حالیہ ہفتے میں پاکستان کے علاوہ بنگلہ دیش میں بھی مشتعل افراد نے کے ایف سی، پیزا ہٹ اور پوما سمیت دیگر کمپنیوں کی آوٹ لیٹس پر حملے کیے اور وہاں توڑ پھوڑ کی۔ پاکستان میں جاری اس بائیکاٹ مہم میں کئی لوگ اپنا حصہ ڈال رہے ہیں جس کے تحت صارفین سوشل میڈیا پر پوسٹس کرنے کے علاوہ مختلف مارکیٹوں اور دکانوں سے مخصوص برانڈز کے بورڈ بھی ہٹا رہے ہیں۔ بہت سے صارفین نے اس مہم کے بارے میں سوشل میڈیا پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ 'اگر ہم اسرائیلی ظلم کو روک نہیں سکتے تو کم از کم ان کو معاشی طور پر نقصان تو پہنچا سکتے ہیں۔' نومبر **2023** میں اس مہم کا حصہ بننے والے محمد علی خان کا بی بی سی سے گفتگو کرتے ہوئے کہنا تھا کہ اسرائیل کے خلاف بائیکاٹ کی یہ مہم نئی نہیں۔

پاکستانی کرکٹ ٹیم کی حالت زار





تحریر: سیدہ سونیا منور

پاکستانی کرکٹ کی موجودہ حالت انتہائی تشویش ناک ہے ٹیم کی کارکردگی میں مسلسل اتار چڑھاؤ دیکھا جارہا ہے جو کہ ایک مستقل مسئلہ بن چکا ہے **2024** میں پاکستان کرکٹ ٹیم کو کئی اہم میچز میں شکست کا سامنا کرنا پڑا، جس سے ٹیم کی کارکردگی پر سوالات اٹھے امریکہ نے پاکستان کو سپر اوور میں شکست دی، جسے **T20** ورلڈکپ کی تاریخ کا سب سے بڑا اپ سیٹ قرار دیا گیا، دسمبر **2024** میں پاکستان نے جنوبی افریقہ کے خلاف **T20I** سیریز کھیلی، جس میں دوسرا میچ **7** وکٹوں سے ہارا **2024** میں پاکستان نے **27** **T20I** میچز میں سے **17** میں شکست کھائی، جو کہ کسی بھی ٹیم کے لیے سب سے زیادہ ہے یہ کارکردگی رِوانڈا کے برابر ہے، جس نے **24** میچز میں **16** شکستیں کھائیں اکتوبر **2024** میں ملتان میں کھیلے گئے پہلے ٹیسٹ میچ میں انگلینڈ نے پاکستان کو اننگز اور **5** دنوں میں شکست دیہ انگلینڈ کی پاکستان میں مسلسل چوتھی فتح تھی، جو ان کی بیٹنگ اور حکمت عملی کی کامیابی کا ثبوت ہے ستمبر **2024** میں پاکستان نے بنگلہ دیش کے خلاف ٹیسٹ سیریز کھیلی، جس میں دوسرا میچ ہار گیا یہ پاکستان کی بنگلہ دیش کے خلاف ٹیسٹ میں پہلی شکست تھی۔

فروری **2025** میں پاکستان نے چیمپئنز ٹرافی کی میزبانی کی، لیکن کوئی میچ جیت نہ سکا بھارت کے خلاف بڑی شکست اور بارش کی وجہ سے بنگلہ دیش کے خلاف میچ منسوخ ہونے کے بعد، پاکستان بغیر کسی فتح کے ٹورنامنٹ سے باہر ہوگی ناقص منصوبہ بندی، سلیکشن میں بے ضابطگیاں اور انتظامیہ کی غیر سنجیدگی ٹیم کی کارکردگی پر منفی اثر ڈال رہی ہیں سینئر کھلاڑیوں پر ضرورت سے زیادہ انحصار اور نوجوان کھلاڑیوں کو صحیح موقع نہ دینا بھی مسائل کو بڑھا رہا ہے کرکٹ بورڈ کے اندرونی تنازعات اور بار بار ہونے والی تبدیلیاں ٹیم کے مورال کو بھی متاثر کر رہی ہیں دوسری طرف پاکستان میں ٹیلنٹ کی کمی نہیں ہے لیکن اس ٹیلنٹ کو صحیح سمت میں لے جانے کے لیے ایک موثر نظام کی ضرورت ہے ڈومیسٹک کرکٹ کو مضبوط بنانے، کوچنگ کے معیار کو بہتر کرنے اور شفاف سلیکشن پالیسی اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔ اگر ان مسائل پر سنجیدگی سے توجہ نہ دی گئی تو پاکستان کرکٹ مزید تنزلی کی طرف جاسکتی ہے امید ہے کہ بورڈ اور متعلقہ ادارے جلد اصلاحات کریں گے تاکہ پاکستانی کرکٹ ایک بار پھر دنیا میں اپنی کھوئی ہوئی ساکھ بحال کر سکے یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ بعض پاکستانی کرکٹرز ٹیم کی بہتری کے بجائے ذاتی مفاد کو ترجیح دیتے ہیں اس کی ایک بڑی وجہ کرکٹ بورڈ کا ناقص نظام اور احتساب کا فقدان ہے جس کی وجہ سے کھلاڑی خود کو کسی قانون کا پابند نہیں سمجھتے جب کارکردگی کے بجائے تعلقات یا شہرت کی بنیاد پر ٹیم میں جگہ بنتی ہے تو کھلاڑی اپنی ذاتی پوزیشن بچانے یا فائدے حاصل کرنے میں لگ جاتے ہیں بعض اوقات وہ سوشل میڈیا، اشتہارات، یا پرسنل برانڈنگ پر زیادہ توجہ دیتے ہیں بجائے اس کے کہ ٹیم کی جیت یا اجتماعی کارکردگی پر توجہ دیں کوئی کرکٹر شیمپو بیچ رہا ہے تو کوئی سافٹ ڈرینک تو کوئی چیونگم بیچنے میں مصروف ہے زیادہ کرکٹر کرکٹ کھیل کے بجائے ہر وہ کام کر رہے ہیں جس سے مال بنایا جا سکے ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ کھلاڑیوں کو لگتا ہے کہ ٹیم جیتے یا ہارے ان کے ذاتی معاہدے اور آمدن متاثر نہیں ہوں گے اس لیے وہ ٹیم اسپرٹ اور قومی جذبے کو پسِ پشت ڈال کر اپنے فائدے کو مقدم رکھتے ہیں۔

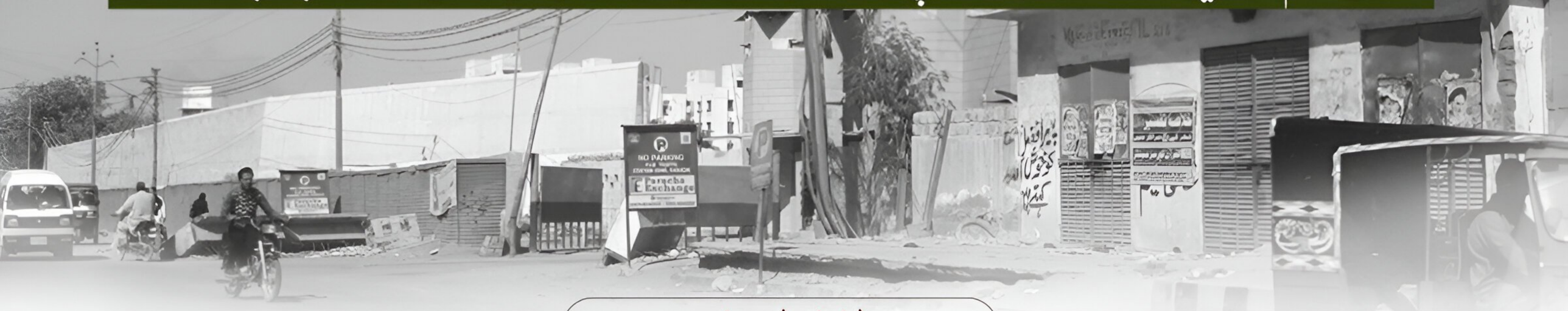
حکومت اور پی سی بی کو چاہئے کہ وہ کھیلاڑیوں کی آمدنی ان کی کارگردگی کے حساب سے کرے تاکہ کرکٹر کھیل پر توجہ دیں اور دنیا بھر میں پاکستانی کرکٹ ٹیم کا مثبت امیج اجاگر ہو پاکستانی کرکٹ ٹیم کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے شفاف اور سخت نظامِ احتساب ضروری ہے جہاں میرٹ کو فوقیت دی جائے اور ہر کھلاڑی کو یہ احساس ہو کہ وہ صرف اپنی کارکردگی سے ہی ٹیم میں رہ سکتا ہے جب تک ذاتی مفاد کو اجتماعی مفاد پر غالب رکھا جائے گا۔

پاکستانی کرکٹ ترقی نہیں کرسکتی پاکستانی کرکٹ ٹیم کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے سب سے پہلے ٹیم میں کھلاڑیوں کا انتخاب مکمل طور پر میرٹ پر ہونا چاہیے تعلقات، شہرت یا ذاتی پسند ناپسند کے بجائے صرف کارکردگی کو بنیاد بنایا جائے اس سے نوجوان اور باصلاحیت کھلاڑیوں کو آگے آنے کا موقع ملے گا اور ٹیم میں صحت مند مقابلے کی فضا قائم ہوگی جبکہ مضبوط ڈومیسٹک سسٹم ٹیم کی ریڑھ کی ہڈی ہوتا ہے پاکستان میں ڈومیسٹک کرکٹ کو بہتر بنانے، اس میں معیار اور پروفیشنلزم لانے سے ایسے کھلاڑی تیار ہوں گے جو انٹرنیشنل کرکٹ کے دباؤ کو سنبھال سکیں اور پیشہ ور کوچز اور سابق تجربہ کار کھلاڑیوں کی رہنمائی ضروری ہے فزیکل فٹنس، ذہنی تربیت اور اسٹریٹجک سوچ پر کام ہونا چاہیے تاکہ کھلاڑی میدان میں بہتر فیصلے کر سکیں اس کے ساتھ ہر سیریز اور ورلڈ کپ کے لیے ایک طویل المدتی منصوبہ بنانا چاہیے بار بار کوچز اور کپتانوں کی تبدیلی کی بجائے، ایک واضح وژن کے ساتھ ٹیم کو وقت دیا جائے تاکہ وہ ایک یونٹ بن کر کھیل سکے پاکستان کرکٹ بورڈ کو خود بھی شفافیت، پیشہ ورانہ صلاحیت اور غیر سیاسی ماحول کو فروغ دینا ہوگا تاکہ وہ ایک مضبوط ادارہ بن کر ٹیم کو صحیح سمت میں لے جا سکے اگر ان تمام پہلوؤں پر سنجیدگی سے کام کیا جائے تو پاکستانی کرکٹ ٹیم نہ صرف ایشیا بلکہ دنیا کی بہترین ٹیموں میں شامل ہوسکتی ہے۔

قید کی دیواروں سے اُمید کی کھڑکیاں

بحالی اور خودمختاری کی داستان

پلس، مسلم چیریٹی، اور سندھ پرزنز ڈیپارٹمنٹ کے تعاون سے جیل میں تخلیق کے نئے باب کا آغاز



رپورٹ: زاہد علی شاہ

مقام: سیمبارا آرٹ گیلری، لیاقت میموریل لائبریری، کراچی

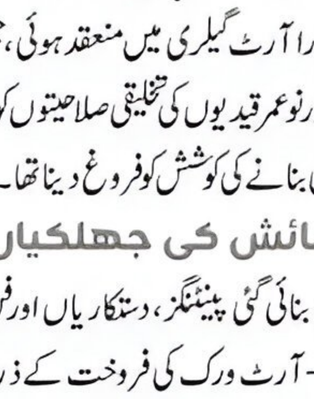
پاکستان لیگل یونائیٹڈ سوسائٹی (**PLUS**) نے مسلم چیریٹی اور سندھ پرزنز ڈیپارٹمنٹ کے اشتراک سے ایک ایسی آرٹ نمائش کا انعقاد کیا جس نے قیدیوں کو صرف فنکار نہیں بنایا، بلکہ خودمختار زندگی کی طرف ان کا پہلا قدم بھی بن گئی۔ **13** تا **15** اپریل **2025** تک جاری رہنے والی یہ تین روزہ نمائش سیمبارا آرٹ گیلری میں منعقد ہوئی، جس کا بنیادی مقصد جیل میں قید خواتین اور نوعمر قیدیوں کی تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا اور انہیں معاشرے کا مفید شہری بنانے کی کوشش کو فروغ دینا تھا۔

نمائش کی جھلکیاں

قیدیوں کی بنائی گئی پینٹنگز، دستکاریاں اور فن پارے عوام کے لیے پیش کیے گئے - آرٹ ورک کی فروخت کے ذریعے قیدیوں کو براہ راست مالی مدد حاصل ہوئی - شہریوں، سماجی شخصیات اور اداروں کی بھرپور شرکت - **PLUS** کی امپیکٹ رپورٹ **2025** کا باضابطہ اجرا

معزز مہمانوں کے خیالات اور تاثرات

سیدہ شیبہ شاہ
ڈی آئی جی پریزنز (ویمن و جووینائل) سندھ



یہ صرف آرٹ نمائش نہیں بلکہ ان قیدیوں کے لیے ایک نئی صبح ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں سے جانے کے بعد یہ خواتین خودمختار زندگی گزار سکیں۔ جیل میں آئی ٹی اور دیگر ہنرمندی کے کورسز جاری ہیں، اور سرٹیفکیٹ بھی فراہم کیے جا رہے ہیں تاکہ وہ معاشرے میں باعزت مقام حاصل کر سکیں۔ جو خواتین کچھ کرنا چاہتی ہیں، ان کے لیے یہ ایک سنہری موقع ہے۔

شاہینہ شیر علی
وزیر برائے خواتین ترقی، سندھ



جیل میں موجود خواتین اگر ہنر سیکھ لیں، تو وہ صرف اپنی زندگی ہی نہیں، بلکہ اپنے بچوں کا مستقبل بھی بدل سکتی ہیں۔ اس نمائش نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ فن صرف اظہار کا ذریعہ نہیں بلکہ بحالی کا ذریعہ بھی ہو سکتا ہے۔ **PLUS** اور جیل انتظامیہ کی یہ کاوش قابلِ تقلید ہے۔

منور علی شاہ
ڈی آئی جی پریزنز، حیدرآباد



قیدیوں کو تعلیم، تربیت اور فن کی سہولیات دے کر ہم نہ صرف ان کی شخصیت نکھار رہے ہیں بلکہ معاشرے کو بھی محفوظ اور بہتر بنا رہے ہیں۔ اس نمائش سے معاشرے میں ایک مثبت پیغام گیا ہے کہ دوسرا موقع سب کا حق ہے۔

رضوانہ پٹیل
ایگزیکٹو ڈائریکٹر، PLUS



ہم صرف قیدیوں کو ہنر نہیں دے رہے، بلکہ ان کے اندر امید جگا رہے ہیں۔ آرٹ ورک کی فروخت کے ذریعے قیدی خود کو معاشی طور پر مضبوط محسوس کرتے ہیں، جو ان کی بحالی کا پہلا اور اہم قدم ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ خواتین اور بچے باوقار زندگی گزاریں اور معاشرے میں مثبت کردار ادا کریں۔

PLUS امپیکٹ رپورٹ 2025 بحالی کی حقیقی تصویر

نمائش کے دوران **PLUS** کی سالانہ امپیکٹ رپورٹ کا اجراء بھی عمل میں آیا جس نے تنظیم کی کامیابیوں کو اجاگر کیا:

اہم نکات:-

230 قیدی ہنرمندی اور تربیت کے ذریعے بحال کیے گئے - **0**٪ ریسیڈیوزم ریٹ (دوبارہ جرم کرنے کی شرح) ایک قابلِ فخر کارنامہ - قیدیوں کے لیے جاری **IT**، سلائی، کڑھائی، بیوٹیشن، اور دیگر کورسز - فن پاروں کی فروخت سے حاصل آمدنی براہِ راست فنکار قیدیوں کو دی گئی۔

قیدیوں کی کہانی، رنگوں کی زبان میں

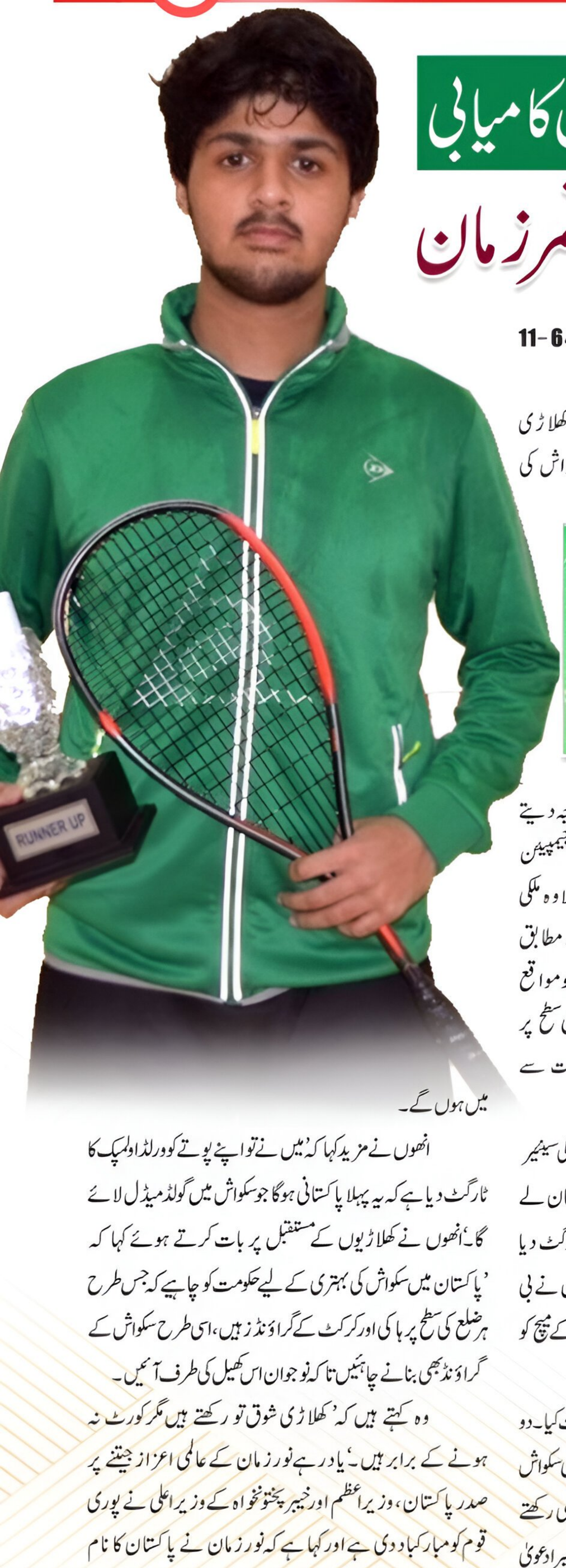
ایک نوعمر قیدی بچے کی جانب سے تیار کردہ **10** سے زائد پینٹنگز نمائش میں نمایاں رہیں، جنہوں نے شرکاء کو بے حد متاثر کیا۔ یہ فن پارے محض تصویریں نہیں، بلکہ ان میں چھپی ہوئی کہانیاں، جذبات، اور وہ خواب تھے جو امید سے جڑے ہوئے تھے۔

عوامی ردِعمل اور مستقبل کی راہیں

شہریوں، تعلیمی اداروں، اور سماجی کارکنوں کی بڑی تعداد نے نمائش میں شرکت کی، اور قیدیوں کی تخلیقی صلاحیتوں کی تعریف کی۔ یہ نمائش نہ صرف ایک مثبت روایت کا آغاز ہے بلکہ معاشرے میں بحالی اور قبولیت کے کلچر کو فروغ دینے کی عملی کوشش بھی ہے۔ **PLUS**، سندھ جیل انتظامیہ، اور مسلم چیریٹی کی مشترکہ کاوشوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بحالی ممکن ہے، اور فن اس کا بہترین ذریعہ بن سکتا ہے۔ یہ نمائش ان ہزاروں قیدیوں کے لیے پیغام ہے جو ایک نئی شروعات چاہتے ہیں۔ اگر انہیں موقع دیا جائے، تو وہ خود کو بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

نور زمان کی انڈر 23 اسکواش چمپئن شپ میں کامیابی

پوتے کو ورلڈ اولمپک کا ٹارگٹ دیا ہے' قمر زمان



جس سے فائنل مقابلہ تھا وہ حال ہی میں انڈیا سے ٹائٹل جیت کر آئے تھے لیکن میرے دل میں جیت کی لگن تھی اور ہار نے کا خیال تک نہیں تھا۔ اسی جذبے کی بدولت پاکستان کے لیے انڈر **23** سکواش چیمپیئن شپ کا اعزاز جیت سکا۔' پاکستان میں





کھیلوں سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے ایک اچھی خبر **10** اپریل کو اس وقت سامنے آئی جب پشاور سے تعلق رکھنے والے نوجوان نور زمان نے کراچی میں منعقدہ پہلی انڈر **23** سکواش چیمپیئن شپ کا ٹائٹل جیت لیا اور یوں پاکستان ایک بار پھر سکواش میں عالمی سطح پر واپس آ گیا۔

کراچی میں ہونے والی اس چیمپیئن شپ میں **21** سالہ نور زمان نے مصر کے کریم التر کی کو **3-2** سے شکست دیتے ہوئے ٹرافی اپنے نام کی ہے۔ سکواش میں انڈر **23** کا عالمی چیمپیئن شپ کا اعزاز حاصل کرنے کے بعد نور زمان کافی پر جوش تھے جس کا اظہار انھوں نے بی بی سی سے خصوصی بات چیت کے دوران بھی کیا۔ 'جب اس ایونٹ کا پتہ چلا کہ پہلی بار منعقد ہو رہا ہے اور وہ بھی پاکستان میں، تو ظاہر ہے میں پریشر میں تھا مگر میرا ایمان ہے کہ محنت کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔' نور زمان تھرڈ ائیر کے طالب علم ہیں اور سابقہ عالمی سکواش چیمپیئن قمر زمان کے پوتے ہیں۔

اسکواش کے کھلاڑی نور زمان نے کہا کہ 'سکواش ہماری فیملی گیم ہے اور میں سات سال کی عمر میں اپنے دادا کو ذہن میں رکھ کر اس فیلڈ میں آیا۔ میرے والد بھی سکواش کے کھلاڑی رہے ہیں۔' انھوں نے بتایا کہ 'پریکٹس کے معاملے میں دادا قمر زمان کافی سختی کرتے تھے تاہم انھی کی سختی کی بدولت آج یہ مقام حاصل ہوا۔' ان کا کہنا تھا کہ فائنل مقابلے میں شروع میں دو راؤنڈ ہارے لیکن جیت کی لگن نے حوصلہ نہیں ٹوٹنے دیا۔ یاد رہے کہ نور زمان نے اپنے حریف سے مقابلے کے دوران **5-11**، **12-14**، **11-8**، **11-5**، **6-11** سے گیم جیتی۔

حکومت کی سپورٹ ملے تو بہت سے نوجوان کھلاڑی آگے آئیں گے' نور زمان روزانہ دن میں دو بار سکواش کی پریکٹس کرتے ہیں اور ساتھ میں اپنی پڑھائی پر بھی توجہ دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ نور زمان نے فل ٹائم ایشین جونیئر چیمپیئن اور ون ٹائم ایشین سلور میڈل جیتا ہے اس کے علاوہ ملکی اعزازات الگ سے حاصل کیے ہیں۔ نور زمان کے مطابق 'پاکستان میں سکواش کا ٹیلنٹ بہت ہے مگر کھلاڑیوں کو مواقع نہیں مل رہے۔ پلیئرز کی حوصلہ افزائی کے لیے حکومتی سطح پر سپورٹ کی ضرورت ہے۔ اگر سپورٹ مل جائے تو بہت سے نوجوان کھلاڑی آگے آئیں گے۔

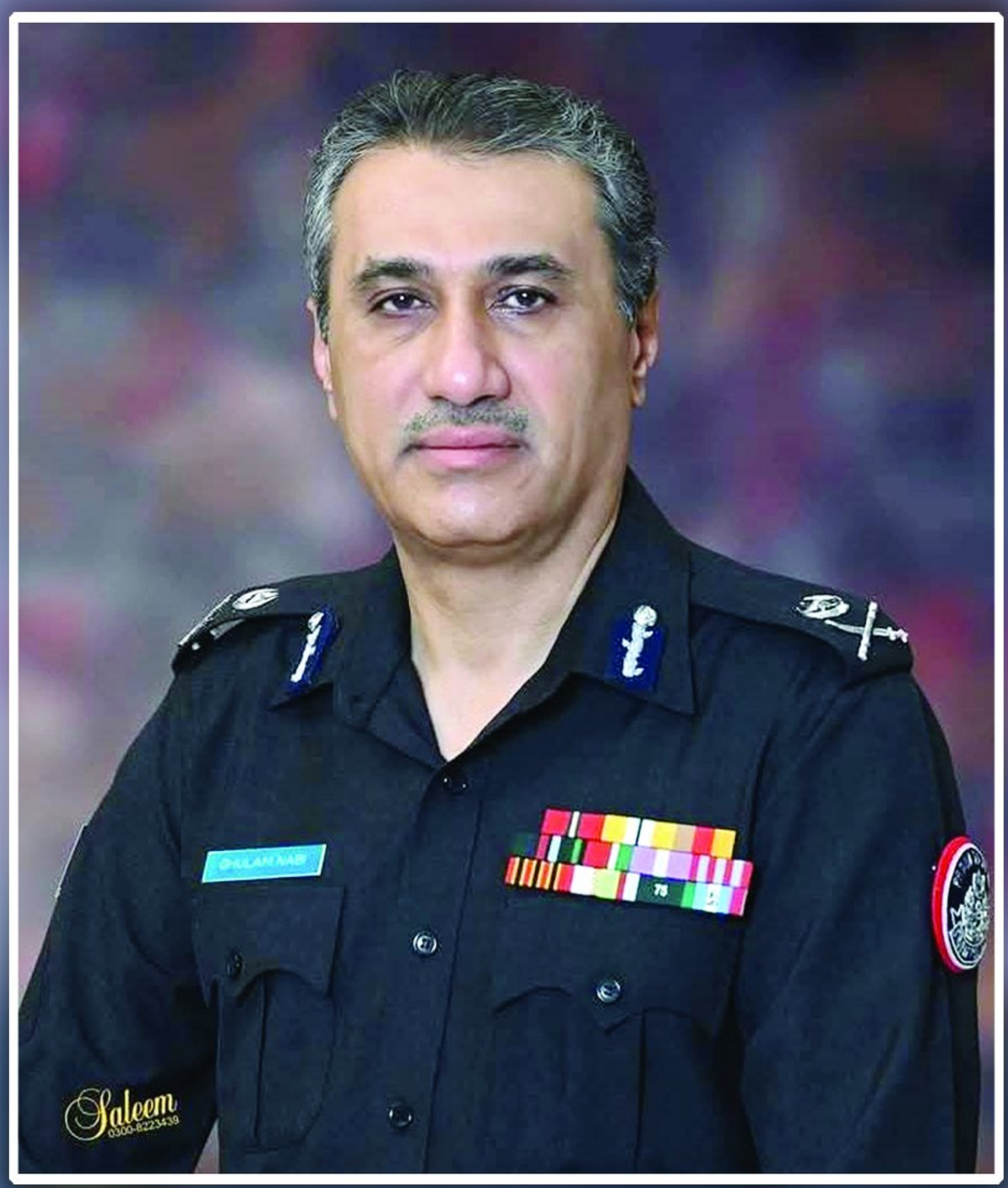
نور زمان کی نظریں آئندہ ماہ امریکہ میں ہونے والی سینیئر ورلڈ چیمپیئن شپ پر ہیں۔ وہ پُرامید ہیں کہ یہ ٹائٹل بھی پاکستان لے کر آئیں گے۔ میں نے تو اپنے پوتے کو ورلڈ اولمپک کا ٹارگٹ دیا ہے۔ نور زمان کے دادا اور سابق عالمی سکواش چیمپیئن قمر زمان نے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے کہ انھیں اپنے پوتے نور زمان کے میچ کو دیکھ کر بہت اچھا لگا۔

ظاہر سی بات ہے کھیل کا پریشر تھا جو اس نے برداشت کیا۔ دو راؤنڈ ہارنے کے بعد جو اس نے کھیلا وہ دیدنی تھا۔' سابق عالمی سکواش چیمپئن قمر زمان اپنے پوتے سے مزید ٹائٹلز جیتنے کی خواہش بھی رکھتے ہیں۔ ان کے مطابق 'نور زمان ابھی جو ٹریننگ لے رہے ہیں میرا دعویٰ ہے کہ وہ ایک سال تک جتنے بھی میچ ہوں گے سب جیتیں گے اور یہ سلسلہ جاری رہا تو برٹش اوپن اور ورلڈ اوپن کے ٹائٹل انھی کے نصیب میں ہوں گے۔

انھوں نے مزید کہا کہ 'میں نے تو اپنے پوتے کو ورلڈ اولمپک کا ٹارگٹ دیا ہے کہ یہ پہلا پاکستانی ہوگا جو سکواش میں گولڈ میڈل لائے گا۔' انھوں نے کھلاڑیوں کے مستقبل پر بات کرتے ہوئے کہا کہ 'پاکستان میں سکواش کی بہتری کے لیے حکومت کو چاہیے کہ جس طرح ہر ضلع کی سطح پر ہاکی اور کرکٹ کے گراؤنڈز ہیں، اسی طرح سکواش کے گراؤنڈ بھی بنانے چاہئیں تاکہ نوجوان اس کھیل کی طرف آئیں۔

وہ کہتے ہیں کہ 'کھلاڑی شوق تو رکھتے ہیں مگر کورٹ نہ ہونے کے برابر ہیں۔' یاد رہے نور زمان کے عالمی اعزاز جیتنے پر صدر پاکستان، وزیر اعظم اور خیبر پختونخواہ کے وزیر اعلی نے پوری قوم کو مبارکباد دی ہے اور کہا ہے کہ نور زمان نے پاکستان کا نام روشن کیا ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون



آئی جی سندھ غلام نبی میمن کی والدہ محترمہ کے انتقال پر ان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر و جمیل عطا فرمائے۔ آمین

منجانب: کرائم بیورو کراچی

HIGHWAY CITY
EXECUTIVE ENCLAVE

BOOKING STARTS FROM

RS.5,500

DEVELOPERS

SPECTRUM DEVELOPERS

Cell +92 311 1123115